جلد ۲ مارچ ۱۹۶۱ء شمارہ ۳

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (اٰل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ چندہ: پانچ روپے قیمت فی پرچہ: آٹھ آنے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آلِ عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنا **انصار اللہ** ربوہ

مارچ ۱۹۶۱ سنہ ۶

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ:- پانچ روپے ⁂ فی پرچہ:- پچاس پیسے

فہرستِ مضامین

طابع و ناشر:۔ محمد ابراہیم ٭ مطبوعہ:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ دارالصدر جنوبی
ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۲ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۳

۱۵ مارچ ۱۹۶۱ء

جماعت احمدیہ کا یوم تاسیس اور اس کی اہمیت

اللہ تعالیٰ کی صفتِ خالقیت کے ماتحت جب سے یہ دُنیا معرضِ وجود میں آئی ہے شام و سحر کی گردش اسی طرح چلی آرہی ہے۔ سورج کے طلوع ہونے کے ساتھ دن چڑھتا اور اس کے ڈھلنے کے ساتھ یہ بھی ڈھل جاتا ہے حتّٰی کہ رات آتی ہے اور اسے اپنی تاریکی میں ڈھانپ لیتی ہے۔ نظامِ کائنات کے مقررہ قوانین کی رُو سے بظاہر سب دن ایک جیسے ہی ہوتے ہیں لیکن مشیّتِ ایزدی نے ازل سے خلقِ کائنات کا جو مقصد مقرر کر رکھا ہے اس کی کارفرمائی کے نتیجہ میں بعض دنوں کو ایسی اہمیت حاصل ہو جاتی ہے کہ اُن کے اثر کا قرنہا قرن ہی نہیں بلکہ قیامت تک جاری رہنا مقدر ہوتا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو نوعِ انسان کی اصل اور حقیقی تاریخ انتہائی اہمیت کے حامل ایسے ہی دنوں سے عبارت ہے۔ یہ دن جب طلوع ہوتے ہیں تو تاریخ کے دھارے موڑنے کے بعد دنیا کی کایا پلٹ کر رکھ دیتے ہیں اور اِس طرح اپنی نہ مٹنے والی یاد ہمیشہ ہمیش کے لئے چھوڑ جاتے ہیں۔

بلاشبہ ایسے ہی اہم اور انقلاب آفرین دنوں میں سے ایک ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کا دن ہے۔ یہ وہ دن ہے کہ جب اِس زمانے کے مامور سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدائی حکم کے ماتحت سلسلۂ بیعت کا آغاز فرما کر خدمتِ اسلام کی غرض سے جماعت احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ یہ دن دراصل دینِ اسلام کے از سرِ نَو احیاء اور اس کی لازوال و بے مثال شریعت کے از سرِ نو قیام کا دن تھا، دنیا میں ترقیٔ اسلام کی راہ ہموار کر کے اس کے دائمی غلبہ کے اعلان کا دن تھا، زندہ خدا کی زندہ تجلّی کے ظہور اور زمین پر

آسمانی بادشاہت کے نزول کی بشارت کا دن تھا، معبودانِ باطلہ اور اربابٌ من دون اللہ کی خداوندی کے خاتمے اور خدائے واحد، حیٌّ لا یموت اور لیس کمثلہٖ شیئٌ پر دل وجان سے فدا ہونے اور پختہ یقین اور سچی معرفت کے ساتھ اس کی ذات اور صفات پر دوبارہ ایمان لانے کا دن تھا، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اسلام کی سربلندی اور اس کے غلبہ کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کا عہد باندھنے اور اُس عہد کو عملاً سچا ثابت کر دکھانے کا دن تھا۔ الغرض یہ وہ روزِ سعید تھا جس کی مبارک ساعتوں میں کرّۂ ارض کی پوری آبادی کو حلقہ بگوشِ اسلام بنانے اور اس طرح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر بعثت کے دائمی مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی غیر متزلزل بنیاد پڑی اور اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالےٰ نے خود اپنے ہاتھ سے رکھی

۲۳ر مارچ کو ہر سال اِس عظیم الشان دن کی یاد تازہ ہوئے بغیر نہیں رہتی لیکن یہ یاد ہمارے لئے اُس عہد کو تازہ کرنے کا بھی موجب ہونی چاہیئے جو آج سے ۷۲ سال قبل عین اسی روز خالص اور دلی محبتوں کے ایک گروہ نے خدا تعالےٰ کے محبوب امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر باندھا تھا اور اِس طرح اسلام کے دَورِ اوّل کی یاد کو عملاً پھر زندہ کر دکھایا تھا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اِس عظیم الشان دن کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کی جملہ مقتضیات کو ذہن میں لاکر سوچیں اور غور کریں کہ ہم کس حد تک انہیں پورا کر رہے ہیں۔ بیعتِ اولیٰ کے وقت اُس دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ نے حضورؑ کے دستِ مبارک پر جو عہد باندھا تھا اُس کے الفاظ یہ ہیں :۔

"آج مَیں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام اُن گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں مَیں مبتلا تھا۔ اور سچے دل اور پکّے ارادے سے عہد کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا اور دین کو دُنیا کے آراموں اور نفس کی لذّات پر مقدم رکھوں گا اور ۱۲ر جنوری کی دس شرطوں پر حتی الوسع کاربند رہوں گا اور اب بھی اپنے گزشتہ گناہوں کی خدا تعالےٰ سے معافی چاہتا ہوں استغفر اللہ ربّی، استغفر اللہ ربّی، استغفر اللہ ربّی من کلّ ذنبٍ واتوب الیہ اشھد ان لا الٰہ الّا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشھد انّ محمّداً عبدہٗ ورسولہٗ۔ ربّ انّی ظلمتُ نفسی واعترفتُ بذنبی، فاغفرلی ذنبی فانّہٗ لا یغفر الذنوب الّا انت۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل روایت ۹۸)

اِس عہد میں ۱۲؍ جنوری ۱۸۸۹ء کی جن دس شرائطِ بیعت پر کاربند رہنے کا ذکر ہے وہ علی الترتیب حسب ذیل ہیں:-

" اوّل - بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اُس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم - یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم - یہ کہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ وِرد بنائے گا۔

چہارم - یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم - یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عُسر و یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ قبول کرنے کے لئے اُس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اُس سے مُنہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم - یہ کہ اتباعِ رسم و متابعتِ ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم - یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا، اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم - یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم۔ یہ کہ اس عاجز سے عقدِ اخوت محض للہ باقرارِ طاعت در معروف باندھ کر اُس پر تا وقتِ مرگ قائم رہے گا اور اس عقدِ اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقات اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔"

(اشتہار ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء)

پس غور کا مقام یہ ہے کہ آیا ہم میں سے ہر ایک اس مقدس عہد اور ان دس شرائطِ بیعت پر دل سے عمل پیرا ہے یا نہیں؟ ۲۳ر مارچ کا دن اگر ہمیں ہر سال یہ یاد نہیں دلاتا کہ ہم نے اپنے بزرگ اسلاف کے ذریعے خدا کے مسیح کے ہاتھ پر کیا عہد باندھا تھا تو پھر ہمارا اس روز "یوم مسیح موعود" منانا ہمیں کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ ہمیں تو چاہیئے کہ ہم اس عہد اور ان دس شرائطِ بیعت کو ہر آن اپنے ذہن میں مستحضر رکھیں اور ان کے ایک ایک لفظ پر غور کر کے اپنے اعمال و افعال کا جائزہ لیتے رہیں۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو یہ نہ صرف ہمارے لئے بلکہ پوری دنیا کے لئے باعثِ برکت ہو گا۔ بصورتِ دیگر ہمارے لئے بہت خوف کا مقام ہے۔ کیونکہ ہم ان سے روگردانی اختیار کر کے یا ان پر عمل پیرا ہونے میں غفلت سے کام لے کر نہ صرف اپنے آپ کو گمراہ کرنے والے ہوں گے بلکہ باقی دنیا کی گمراہی کے بھی ہم ہی ذمہ دار ٹھہریں گے اس لئے کہ اس زمانہ میں خدا نے صرف اور صرف ہمیں دنیا کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے منتخب کیا ہے اور اس کی ساری ذمہ داری ہم پر ڈالی ہے۔

ایسی صورت میں ہمیں اس امر سے بھی ہرگز غافل نہیں رہنا چاہیئے کہ اس عہد اور شرائطِ بیعت کو پورا کئے بغیر ہم اس خدائی جماعت میں شمولیت اور اس کی برکات سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو کی جانے والی بیعتِ اولیٰ کے ضمن میں یہ امر خاص طور پر قابلِ غور ہے کہ ہر چند کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۸۸۲ء میں ہی خلعتِ ماموریت سے سرفراز ہو چکے تھے لیکن سلسلۂ بیعت کا باقاعدہ آغاز اس کے سات سال بعد ۱۸۸۹ء میں ہوا۔ پھر اگرچہ بیعت لینے کا حکم تاریخ بیعت سے قریباً ایک سال قبل مل چکا تھا لیکن مشیتِ ایزدی نے اس کے روبراہ آنے میں ایک خاص حکمت کے ماتحت وقفہ ڈال دیا اور یہ سارا مرحلہ خدائی منشاء کے مطابق بتدریج طے ہوا۔ حضورؑ نے بیعت لینے کے خدائی حکم اور اجازت کے کئی ماہ بعد پہلی مرتبہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو ایک اشتہار کے ذریعے بیعت کا اعلان شائع فرمایا، پھر ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو ایک اور اشتہار کے ذریعے دس شرائطِ بیعت کا اعلان کیا۔ اس کے بعد آپؑ نے ۴ر مارچ ۱۸۸۹ء کو ایک اور اشتہار میں بیعت کے اغراض و مقاصد پر

روشنی ڈال کر بیعت کرنے والے احباب کو ہدایت فرمائی کہ وہ ۲۰ مارچ کے بعد لدھیانہ پہنچ جائیں نیز انکے لئے ایک ہدایت یہ بھی تھی کہ استخارہ مسنونہ کے بعد بیعت کے لئے حاضر ہوں۔ اِن تین اشتہاروں کے ذریعہ جب آپ نے بیعت کی پوری پوری اہمیت اور اس کے جملہ تقاضے واضح فرما دیئے تب کہیں جاکر آپ نے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو بمقام لدھیانہ پہلی بیعت لی۔ اِس تعویق اور غیر معمولی التواء میں حکمتِ الٰہی کیا تھی؟ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور علیہ السلام نے جو کچھ رقم فرمایا وہ بہت ہی غور سے پڑھنے کے لائق ہے حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"واضح رہے کہ اِس دعوتِ بیعت کا حکم تخمیناً دس ماہ سے خدا تعالےٰ کی طرف سے ہو چکا ہے لیکن اِس تاخیرِ اشاعت کی یہ وجہ ہوئی کہ اِس عاجز کی طبیعت اِس بات سے کراہت کرتی رہی کہ ہر قسم کے رطب و یابس لوگ اِس سلسلہ میں داخل ہو جائیں اور دل یہ چاہتا رہا کہ اِس مبارک سلسلہ میں وہی مبارک لوگ داخل ہوں جن کی فطرت میں وفاداری کا مادہ ہے اور جو کچے اور سریع التغیر اور مغلوب الشک نہیں ہیں۔ اِس وجہ سے ایک ایسی تقریب کی انتظار رہی کہ جو سچوں اور کچوں اور مخلصوں اور منافقوں میں فرق کر کے دکھلا دے۔ سو اللہ جلّ شانہ، نے اپنی کمال حکمت اور رحمت سے وہ تقریب بشیر احمد کی موت (مراد بشیر اوّل ہیں جو مصلح موعود والی پیشگوئی کے بعد پیدا ہو کر یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو وفات پاگئے۔ ناقل) کو قرار دیدیا اور خام خیال کچوں اور بدظنوں کو الگ کر کے دکھا دیا اور وہی ہمارے ساتھ رہ گئے جن کی فطرتیں ہمارے ساتھ رہنے کے لائق تھیں۔ اور جو فطرةً قوی الایمان نہیں تھے اور تھکے اور ماندے تھے وہ سب ہلاک ہو گئے اور شکوک و شبہات میں پڑ گئے۔ پس اسی وجہ سے ایسے موقع پر دعوتِ بیعت کا مضمون شائع کرنا نہایت چسپاں معلوم ہوا تا کہ خس کم جہاں پاک کا فائدہ ہمیں حاصل ہو اور مغشوشین کے بدانجام کی تلخی اٹھانی نہ پڑے اور تا جو لوگ اِس ابتلاء کی حالت میں اِس دعوتِ بیعت کو قبول کر کے اِس سلسلہ مبارکہ میں داخل ہو جائیں وہی ہماری جماعت سمجھے جائیں اور وہی ہمارے خالص دوست متصوّر ہوں اور وہی ہیں جن کے حق میں خدا تعالےٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں انہیں ان کے غیروں پر قیامت تک فوقیت دوں گا اور برکت اور رحمت اُن کے شامل حال رہیگی۔ اور مجھے فرمایا کہ تو میری اجازت سے اور میری آنکھوں کے روبرو یہ کشتی تیار کر۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کریں گے وہ خدا سے بیعت کریں گے۔ خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہو گا۔ اور فرمایا کہ

خدا تعالیٰ کے حضور میں اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ حاضر ہو جاؤ اور اپنے ربّ کریم کو اکیلا مت چھوڑو۔ جو شخص اسے اکیلا چھوڑتا ہے وہ اکیلا چھوڑا جائے گا۔"

(اشتہار ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء)

حضور علیہ السلام کے اس انتہائی اہم ارشاد سے واضح ہے کہ خدا تعالیٰ کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ اس جماعت میں کمزور ایمان والے، کچے اور منافق طبع لوگ شامل ہوں چنانچہ اُس نے ایک ایسے وقت میں جو بظاہر ایک ابتلاء کا رنگ اپنے اندر رکھتا تھا بیعت کا اعلان شائع کرا کے اس بات کا التزام فرما دیا کہ صرف وہی لوگ اس جماعت میں داخل ہوں جن کی فطرت میں وفاداری کا مادہ ہو اور جو بیعت کے عہد اور اس کی شرائط کو پورے عزم و ہمّت کے ساتھ نبھا سکیں اور اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلی کر کے دین کی راہ میں ہر قربانی کے لئے ہر دم اور ہر آن تیار رہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ خدا جس نے اس جماعت کی تاسیس کے وقت کچے، سریع التغیر، مغلوب الشک اور کمزوری دکھانے والوں کو اس میں شامل ہونے کا موقع نہ دیا وہ آئندہ کب یہ برداشت کرے گا کہ بیعت کے عہد پر پورے نہ اُترنے والے سست گام اور کمزور طبع لوگ اُس کی اس پاک جماعت میں شامل رہیں۔ وہ یقیناً اس میں شامل نہ رہ سکیں گے۔ قدرت آپ انہیں علیحدہ کر دے گی اور وہ خدائے ربّ کریم کو چھوڑنے کی وجہ سے اکیلے چھوڑ دیئے جائیں گے۔ الحذر ثمّ الحذر۔

سو ظاہر ہے کہ بیعت کے عہد اور شرائط بیعت کو ہر آن اپنے ذہن میں مستحضر رکھنا اور اس امر کا جائزہ لیتے رہنا کہ ہماری ہر حرکت و سکون اس کے مطابق ہے یا نہیں ہم میں سے ہر ایک کے لئے از بس ضروری ہے اس کے بغیر ہم مسیح پاک علیہ السلام کے خالص اور دلی دوست متصوّر نہیں ہو سکتے، اور اُن خوش بخت و خوش نصیب لوگوں میں ہمارا شمار نہیں ہو سکتا جن کے حق میں خدا کا وعدہ ہے کہ وہ انہیں ان کے غیروں پہ قیامت تک فوقیت دیگا اور برکت اور رحمت ہمیشہ اُن کے شاملِ حال رہے گی۔ اس لحاظ سے ۲۳ر مارچ کا دن بھی ہمارے لئے احتساب اور جائزے کا دن ہے۔ ہر سال وہ ہمیں ہوشیار اور خبردار کرتا ہے کہ ہم سوچیں اور غور کریں کہ ہم صدق، اخلاص، اور دین کی راہ میں قربانیوں کے اُس معیار پر پورے اُترتے ہیں یا نہیں جس پر مسیح پاک علیہ السلام ہمیں دیکھنا چاہتے تھے اور سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود ہمیں جس پر قائم رکھنے اور ترقی کے میدان میں ہمیں اپنے ہمراہ آگے ہی آگے لے جانے کے لئے مسلسل کوشاں ہیں۔ وہ معیار یہی ہے کہ ہم اپنے گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کریں اور سچے دل اور پکّے ارادہ سے اپنے اس عہد پر قائم رہیں کہ ہم اپنی عمر کے آخری دن تک ہر قسم کے گناہوں سے بچتے رہیں گے اور دین کو دنیا کے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

مسیح پاک علیہ السّلام کی طرف سے بیعت کے اغراض و مقاصد کی وضاحت

یہ سلسلۂ بیعت محض تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت جمع کرنے کے لئے ہے

تا وہ اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار رہیں

سلسلۂ بیعت کا آغاز کرنے سے قبل سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۴ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ سے ایک خاص اشتہار شائع فرمایا جس کا عنوان تھا "ضروری گذارش بخدمت اُن صاحبوں کے جو بیعت کرنے کے لئے مستعد ہیں"۔ اس میں آپؑ نے واضح فرمایا کہ بحکم ایزدی بیعت کا سلسلہ کن اغراض و مقاصد کے پیش نظر جاری کیا جا رہا ہے۔ یہ اغراض و مقاصد بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ اپنے فرائض سے کماحقہٗ آگاہ ہونا اور بہ تمام و کمال ان کی بجا آوری کی توفیق سے بہرہ اندوز ہونا اس امر پہ موقوف ہے کہ ہم ان اغراض و مقاصد کو اپنا حرزِ جان بنائیں اور پھر خدا تعالیٰ سے توفیق چاہتے ہوئے ان پر دل و جان سے عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔ چنانچہ اس اشتہار کا متن ۲۳ مارچ کے یادگاری دن کے تعلق میں کہ جس روز آج سے ۷۲ سال قبل حضورؑ نے سلسلۂ بیعت کا آغاز فرمایا ذیل میں ہدیۂ احباب کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

حضور علیہ السلام نے رقم فرمایا:-

"اے اخوان مومنین ایدکم اللہ بروح منہ۔ آپ سب صاحبوں پر جو اس عاجز سے خالصاً لطلب اللہ بیعت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں واضح ہو کہ بالقائے ربّ کریم و جلیل (جس کا ارادہ ہے کہ مسلمانوں کو انواع و اقسام کے اختلافات اور غل اور حقد اور نزاع اور فساد اور کینہ اور بغض سے جس نے ان کو بے برکت و نکمّا و کمزور کر دیا ہے نجات دیکر فاصبحتم بنعمتہٖ اخواناً کا مصداق بنا دے) مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض فوائد و منافع بیعت کے جو آپ لوگوں کے لئے مقدر ہیں اس انتظام پر موقوف ہیں کہ آپ سب صاحبوں کے اسمائے مبارکہ ایک کتاب میں بقید ولدیت و سکونت مستقل و عارضی طور مع کسی قدر کیفیت کے (اگر ممکن ہو) اندراج پا دیں اور پھر جب وہ اسماء مندرجہ کسی تعداد موزوں تک پہنچ جائیں تو ان سب ناموں کی ایک فہرست تیار کر کے اور چھپوا کر

ایک ایک کاپی اس کی تمام بیعت کرنے والوں کی خدمت میں بھیجی جاوے اور پھر جب دوسرے وقت میں نئی بیعت کرنے والوں کا ایک معتدبہ گروہ ہو جائے تو ایسا ہی اُن کے اسماء کی بھی فہرست تیار کر کے تمام مبایعین یعنی داخلینِ بیعت میں شائع کی جائے اور ایسا ہی ہوتا رہے جب تک ارادۂ الٰہی اپنے اندازۂ مقدر تک پہنچ جائے۔ یہ انتظام جس کے ذریعہ سے راستبازوں کا گروہِ کثیر ایک ہی سلک میں منسلک ہو کر وحدتِ مجموعی کے پیرایہ میں خلق اللہ پر جلوہ نما ہو گا اور اپنی سچائی کی مختلف المخرج شعاعوں کو ایک ہی خطِ ممتد میں ظاہر کرے گا، خداوند عزّوجل کو بہت پسند آیا ہے۔ مگر چونکہ یہ کارروائی بجز اس کے باسانی وصحت انجام پذیر نہیں ہو سکتی کہ خود مبایعین اپنے ہاتھ سے خوشخط قلم سے لکھ کر اپنا تمام پتہ ونشان بتفصیل مندرجہ بالا بھیج دیں اس لئے ہر ایک صاحب کو جو صدق دل اور خلوص تام سے بیعت کرنے کے لئے مستعد ہیں تکلیف دی جاتی ہے کہ وہ تحریر خاص اپنے پورے پورے نام و ولدیت وسکونت مستقل وعارضی سے اطلاع بخشیں یا اپنے حاضر ہونے کے وقت یہ تمام امور درج کرا دیں۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی کتاب کا مرتب وشائع ہونا جس میں تمام بیعت کرنے والوں کے نام و دیگر پتہ ونشان درج ہو انشاء اللہ القدیر بہت سی خیر و برکت کا موجب ہو گا۔ از انجملہ ایک بڑی عظیم الشان بات یہ ہے کہ اس ذریعہ سے بیعت کرنے والوں کا بہت جلد باہم تعارف ہو جائے گا اور باہم خط وکتابت کرنے اور افادہ واستفادہ کے وسائل نکل آئیں گے اور غائبانہ ایک دوسرے کو دعائے خیر سے یاد کریں گے اور نیز اس باہمی شناسائی کی رُو سے ہر ایک محل و موقع پر ایک دوسرے کی ہمدردی کر سکیں گے اور ایک دوسرے کی غمخواری میں یارانِ موافق ودوستانِ صادق کی طرح مشغول ہو جائیں گے اور ہر ایک کو اُن میں سے اپنے ہم ارادت لوگوں کے ناموں پر اطلاع پانے سے معلوم ہو جائے گا کہ اس کے روحانی بھائی دنیا میں کس قدر پھیلے ہوئے ہیں اور کن کن خداداد فضائل سے متصف ہیں۔ سو یہ علم ان پر ظاہر کرے گا کہ خدا تعالیٰ نے کس خارق عادت طور پر اس جماعت کو تیار کیا ہے اور کس سرعت اور جلدی سے دنیا میں پھیلایا ہے۔ اور اس جگہ اس وصیت کا لکھنا بھی موزوں معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص اپنے بھائی سے بکمال ہمدردی و محبت پیش آوے اور حقیقی بھائیوں سے بڑھ کر اُن کی قدر کرے، ان سے جلد صلح کر لیوے اور دلی غبار کو دور کر دیوے اور صاف باطن ہو جاوے اور ہرگز ایک ذرہ کینہ اور بغض اُن سے نہ رکھے۔ لیکن اگر کوئی عمداً اُن شرائط کی خلاف ورزی کرے جو اشتہار ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء میں مندرج ہیں۔ (مراد دس شرائط بیعت سے ہے۔ ناقل) اور اپنی بیباکانہ حرکات سے باز نہ آوے تو وہ اس سلسلہ سے خارج شمار کیا جاوے گا۔

یہ سلسلۂ بیعت محض بمراد فراہمی طائفۂ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے

تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ ببرکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ اُن نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ و نااتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرے کو فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے، اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں۔ بلکہ وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں، یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشقِ زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ اُن کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبتِ الٰہی اور ہمدردیٔ بندگانِ خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے۔ خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ محض اپنے فضل اور کرامتِ خاص سے اِس عاجز کی دعاؤں اور اِس ناچیز کی توجہ کو اُن کی پاک استعدادوں کے ظہور و بروز کا وسیلہ ٹھہراوے اور اُس قدوس جلیل الذات نے مجھے جوش بخشا ہے تا میں ان طالبوں کی تربیت باطنی میں مصروف ہو جاؤں اور ان کی آلودگی کے ازالہ کے لئے رات دن کوشش کرتا رہوں اور ان کے لئے وہ نور مانگوں جس سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے اور بالطبع خدا تعالےٰ کی راہوں سے محبت کرنے لگتا ہے، اور ان کے لئے وہ روح قدس طلب کروں جو ربوبیت تامہ اور عبودیت خالصہ کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے اور روحِ خبیث کی تکفیر سے اُن کی نجات چاہوں کہ جو نفسِ امارہ اور شیطان کے تعلقِ شدید سے جنم لیتی ہے۔ سو میں بتوفیقِ تعالےٰ کاہل اور سست نہیں رہوں گا اور اپنے دوستوں کی اصلاح طلبی سے جنہوں نے اِس سلسلہ میں داخل ہونا بصدق قدم اختیار کر لیا ہے غافل نہیں ہوں گا بلکہ ان کی زندگی کے لئے موت تک دریغ نہیں کروں گا اور ان کے لئے خدا تعالےٰ سے وہ روحانی طاقت چاہوں گا جس کا اثر برقی مادہ کی طرح اُن کے تمام وجود میں دوڑ جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اُن کے لئے جو داخلِ سلسلہ ہو کر صبر سے منتظر رہیں گے ایسا ہی ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اِس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبتِ الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن و صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلاوے۔ سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دے گا اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک

پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے اِس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کریگا وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کو نشوونما دے گا یہاں تک کہ اُن کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اُس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے۔ وہ اِس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر ایک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اُس ربّ جلیل نے یہی چاہا ہے، وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے، ہر ایک طاقت اور قدرت اُسی کو ہے۔ فالحمد لہٗ اوّلاً و اٰخراً وظاھراً و باطناً، اسلمنا لہٗ ھو مولٰنا فی الدنیا والاٰخرۃ نعم المولٰی ونعم النصیر"؛　　(اشتہار ۴؍مارچ ۱۸۸۹ء)

جماعت احمدیّہ کا یومِ تاسیس

(بقیہ صفحہ)

آراموں اور نفس کی لذّات پر بہر طور مقدم رکھیں گے۔ اور یہی وہ میزان ہے جس پر ہماری ہر حرکت و سکون کو پورا اُترنا چاہیئے۔ اگر خدانخواستہ یہ نہیں تو پھر ہمارے لئے خسارہ ہی خسارہ ہے، ایسا مہیب خسارہ جس کے تصوّر سے ہی روح کانپ اُٹھتی ہے۔

اے خدا! تو ہمیں بیعت کے عہد اور اس کی جملہ شرائط پر کما حقّہٗ عمل کی توفیق عطا فرما اور اس پر عمل پیرا ہونے میں دوام بخش تا ہمیں اور ہماری نسلوں کو مسیح پاک علیہ السلام کی مبارک جماعت میں شامل رہنے کی دائمی سعادت اور غلبۂ اسلام کی آسمانی جدوجہد میں حصہ لے کر خدائی افضال و برکات حاصل کرنے کے انمول مواقع ہمیشہ حاصل رہیں اور ہم ابدی طور پر خدا کے حضور سرخرو ٹھہریں۔ آمین یا ربّ العٰلمین؛

عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آنحضرتؐ کی جلالتِ شان

وَإِنَّ إِمَامِي سَيِّدُ الرُّسُلِ أَحْمَدُ رَضِينَاهُ مَتْبُوعًا وَرَبِّي يَنْظُرُ

تمام نبیوں کے سردار احمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے پیشوا اور امام ہیں۔ ہم دل سے آپ کو اپنا متبوع تسلیم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے

وَلَا شَكَّ أَنَّ مُحَمَّدًا شَمْسُ الْهُدَى إِلَيْهِ رَغِبْنَا مُؤْمِنِيْنَ فَنَشْكُرُ

اور بلاشبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیّرِ ہدایت ہیں۔ ہم آپ کی رسالت پر ایمان لاکر آپ ہی کی طرف رغبت کرتے ہیں اور اس پر خدا کے شکرگزار ہیں

لَهُ دَرَجَاتٌ فَوْقَ كُلِّ مَدَارِجٍ لَهُ لَمَعَاتٌ لَا يَلِيْهَا تَصَوُّرُ

آپ کو تمام درجات سے بلند تر درجات حاصل ہیں اور آپ کو ایسے انوار عطا کئے گئے ہیں کہ انسان جنہیں تصور میں بھی نہیں لا سکتا

أَبَعْدَ نَبِيِّ اللهِ شَيْءٌ يَرُوْقُنِيْ أَبَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ وَجْهٌ مُّنَوَّرُ

کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھے کوئی چیز خوبصورت لگ سکتی ہے؟ اور کیا آپ کے بعد کوئی ایسا منوّر چہرہ ہو سکتا ہے؟

عَلَيْكَ سَلَامُ اللهِ يَا مَرْجَعَ الْوَرَى

اے مرجعِ خلائق آپ پر خدا کے سلام ہوں

لِكُلِّ ظَلَامٍ نُوْرُ وَجْهِكَ نَيِّرُ

آپ کے چہرے کا نور ہر تاریکی کے لئے سورج ہے!

(حمامة البشریٰ)

فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

امام الزمانؑ اور مخلوقِ خدا کی غمخواری

بدل دردیکہ دارم از برائے طالبانِ حق ∗ نمے گردد بیاں آں درد از تقریر کوتاہم

حق کے متلاشیوں کے واسطے میرے دل میں جو درد پنہاں ہے میں اُسے الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں

دل و جانم چناں مستغرق اندر فکرِ اوشان است ∗ کہ نے از دل خبر دارم نہ از جانِ خود آگاہم

میرا دل اور میری جان ایسے لوگوں کی فکر میں اس درجہ مستغرق ہے کہ مجھے نہ اپنے دل کی کچھ خبر ہے اور نہ جان ہی کا کچھ ہوش ہے

بدیں شادم کہ غم از بہرِ مخلوقِ خدا دارم ∗ ازیں در لذّتم کز دردے خیزد ز دل آہم

میں اسی پر خوش ہوں کہ میں مخلوقِ خدا کا غمخوار ہوں اور اس غمخواری کے باعث میرے دل سے جو آہ نکلتی ہے میں اسی میں مگن ہوں

مرا مقصود و مطلوب و تمنّا خدمتِ خلق است ∗ ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

میرا مقصود و مطلوب اور میری تمنّا خدمتِ خلق ہے یہی میرا کام اور میری ذمہ داری ہے اور یہی میرا شعار اور میرا طریق ہے

نہ من از خود نہم در کوچۂ پند و نصیحت پا ∗ کہ ہمدردی برد آنجا بجبر و زور و اکراہم

وعظ و نصیحت کے کوچہ میں میں نے کسی ذاتی خواہش سے قدم نہیں دھرا یہ مخلوقِ خدا کی ہمدردی ہی ہے جو مجھے اس میں کھینچ لائی ہے۔

غمِ خلقِ خدا صرف از زباں خوردن چہ کار است ∗ گرش صد جاں بپاریزم ہنوزش عذر میخواہم

محض زبان سے خلقِ خدا کی غمخواری کا دم بھرنا کیا فائدہ دے سکتا ہے میری تو یہ حالت ہے کہ سو جانیں بھی قربان کردوں تو بھی معذرت خواہ ہی رہونگا

چو شام پُر غبار و تیرہ حالِ عالمے بینم ∗ خدا بر رحمے فرود آرد دعا ہائے سحر گاہم

جب دنیا کی تاریکی اور اسکے تباہ حال کو دیکھتا ہوں تو کہہ اُٹھتا ہوں کہ خدا میری پچھلی رات کی دعاؤں کی قبولیت کو اس پر نازل کرے۔

بیعت کنندگان کو حضرت مسیح موعودؑ کی بیش بہا نصائح

بیعت کے وقت زبان سے اقرار کرنا تو آسان ہے لیکن نبھانا مشکل ہے

اگر خدا کو راضی کرنا چاہتے ہو تو گناہوں سے بچنے کے اقرار کو نبھانے کے لئے ہمّت اور کوشش سے تیار رہو

سلسلۂ بیعت کا آغاز فرمانے کے بعد سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بالعموم یہ طریق تھا کہ آپ اپنی خداداد قوتِ قدسی کی بدولت اپنے بیعت کنندگان کو اُس روحانی طاقت اور نور سے بہرہ ور کرنے کے علاوہ جو برقی رَو کی طرح انسان کے وجود میں دَوڑ کر تمام آلائشوں اور آلودگیوں کو جلا کر رکھ دیتا ہے آپ انہیں گاہے گاہے بیش قیمت نصائح سے بھی سرفراز فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی یہ نصائح جماعتِ احمدیہ کے افراد کے لئے سرمایۂ صد افتخار کی حیثیت رکھتی ہیں اور ان کی زندگیوں میں پاک تبدیلی پیدا کرنے اور ان کے وجودوں کو ایک عظیم الشان روحانی انقلاب سے ہمکنار کرنے کی ضامن ہیں۔ ان بیش بہا نصائح میں سے نمونے کے طور پر بعض نصائح ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(۱) "دیکھو تم لوگوں نے جو بیعت کی ہے اور اس وقت اقرار کیا ہے اُس کا زبان سے کہہ دینا تو آسان ہے لیکن نبھانا مشکل ہے۔ کیونکہ شیطان اِسی کوشش میں لگا رہتا ہے کہ انسان کو دین سے لاپرواہ کر دے۔ دنیا اور اس کے فوائد کو تو وہ آسان دکھاتا ہے اور دین کو بہت دُور۔ اِس طرح دل سخت ہو جاتا ہے اور پچھلا حال پہلے سے بدتر ہو جاتا ہے۔ اگر خدا کو راضی کرنا ہے تو گناہ سے بچنے کے اِس اقرار کو نبھانے کے لئے ہمّت اور کوشش سے تیار رہو۔"

(۲) "فتنہ کی کوئی بات نہ کرو، شر نہ پھیلاؤ، گالی پر صبر کرو، کسی کا مقابلہ نہ کرو، جو مقابلہ کرے اُس سے بھی سلوک اور نیکی کے ساتھ پیش آؤ، شیریں بیانی کا عمدہ نمونہ دکھلاؤ، سچے دل سے ہر ایک حکم کی اطاعت کرو کہ خدا راضی ہو جائے اور دشمن بھی جان لے کہ اب بیعت کر کے یہ شخص وہ نہیں رہا جو پہلے تھا۔ مقدمات میں سچی گواہی دو۔ اِس سلسلہ میں داخل ہونے والے کو چاہیئے کہ پورے دل، پوری ہمت اور ساری جان سے راستی کا پابند ہو جائے۔"

(۳) "اِس جماعت میں داخل ہو کر اوّل زندگی میں تغیر کرنا چاہیئے کہ خدا پر ایمان سچا ہو اور وہ ہر مصیبت میں کام آئے۔ پھر اس کے احکام کو نظرِ خفت سے نہ دیکھا جائے بلکہ ایک ایک حکم کی تعظیم کی جائے اور عملاً اس تعظیم کا ثبوت دیا جائے۔"

(۴) "ہمہ وجوہ اسباب پر سرنگوں ہونا اور اسی پر بھروسہ کرنا اور خدا پر توکل چھوڑ دینا یہ شرک ہے، اور گویا خدا کی ہستی سے انکار کے مترادف ہے۔ رعایت اِس حد تک کرنی چاہیئے کہ شرک لازم نہ آئے۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ ہم رعایتِ اسباب سے منع نہیں کرتے مگر اس پر بھروسہ کرنے سے منع کرتے ہیں۔ دست درکار دل بایار والی بات ہونی چاہیئے۔" (ذکر حبیب ص۴۲۶ و ص۴۳۹)

(۵) "خدا بڑی دولت ہے اُس کے پانے کے لئے مصیبتوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ وہ بڑی مراد ہے اس کے حاصل کرنے کے لئے جانوں کو فدا کرو۔ عزیزو! خدا تعالےٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو۔ موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے۔ ایک بچے کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو۔"

(۶) "عزیزو! اِس دنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے اور اِس دنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے اور بیباکیاں پیدا کرتا ہے اور قریب قریب دہریت کے پہنچاتا ہے۔ سو تم اس سے اپنے تئیں بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو اور بغیر چون و چرا کے حکموں کے ماننے والے ہو جاؤ جیسا کہ بچہ اپنی والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔"

(۷) "اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہوگا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائے گا۔ دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو کہ ایسے خیال کے لئے گڑھا درپیش ہے بلکہ تم اِس لئے اُس کی پرستش کرو کہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے۔ چاہیئے کہ پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جاوے اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوبِ حقیقی اور محسنِ حقیقی راضی ہو جاوے کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے۔"

(۸) "نماز پڑھو، نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے اور جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا تو ایک رسم ادا کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہر وضو کرتے ہو ایسا ہی ایک باطنی وضو بھی کرو اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو تب اِن دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تا تم پر رحم کیا جائے۔"

(۹) "عزیزو! اپنے سلسلہ کے بھائیوں سے . . . . باستثناء اُس شخص کے کہ بعد اس کے خدا تعالیٰ اُس کو رد کر دیوے خاص طور سے محبت رکھو اور جب تک کسی کو نہ دیکھو کہ وہ اِس سلسلہ سے کسی مخالفانہ فعل یا قول سے باہر ہو گیا تب تک اُس کو اپنا ایک عضو سمجھو۔ لیکن جو شخص مکّاری سے زندگی بسر کرتا ہے اور اپنی بدعہدیوں یا کسی قسم کے جور و جفا سے اپنے کسی بھائی کو آزار پہنچاتا ہے یا وساوس و حرکاتِ مخالفِ عہدِ بیعت سے باز نہیں آتا وہ اپنی بدعملی کی وجہ سے اِس سلسلہ سے باہر ہے اُس کی پرواہ نہ کرو۔"

(۱۰) "چاہیئے کہ اسلام کی ساری تصویر تمہارے وجود میں نمودار ہو اور تمہاری پیشانیوں میں اثرِ سجود نظر آوے اور خدا تعالیٰ کی بزرگی تم میں قائم ہو۔ اگر قرآن اور حدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اس کو قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے۔ توحید پر قائم رہو اور نماز کے پابند ہو جاؤ اور اپنے مولائے حقیقی کے حکموں کو سب سے مقدم رکھو اور اسلام کے لئے سارے دُکھ اٹھاؤ۔ ولا تموتنّ اِلّا و انتم مسلمون۔"

(اقتباسات از مضمون بعنوان "اُن دوستوں کے لئے جو سلسلۂ بیعت میں داخل ہیں نصیحت کی باتیں" مندرجہ "ازالۂ اوہام")

آپس میں اخوّت اور محبّت پیدا کرو!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں اخوّت اور محبّت پیدا کرو، درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو، ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ۔ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دُور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۵۸)

صحابہ حضرت مسیح موعودؑ نے بیعت کا عہد کس شان سے نبھایا؟

دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا ایمان افروز مظاہرہ!

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضور کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کے بعد دین کو دنیا پر بہر طور مقدم رکھنے کے عہد کو جس خوبی اور شان سے نبھایا اور نفس کی خواہشات اور دنیا کی لذّات کو دین کی راہ میں ترک کر کے اسلام کی بہتری اور ترقی کے لئے جس بشاشت اور عزم و ہمت کے ساتھ قربانیاں پیش کیں اسے تاریخ احمدیت کے اس زرّیں باب کی حیثیت حاصل ہے جس پر آنے والی نسلیں ہمیشہ فخر کریں گی اور اس کا تذکرہ عزّت و احترام اور اجلال و اکرام کے ساتھ قیامت تک ہوتا رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

حقیقت یہ ہے کہ اُن کے نزدیک بیعت کے معنی ہی یہ تھے کہ گویا اب یہ زندگی اپنی نہیں بلکہ تمام تر خدا کے قبضہ و تصرّف میں ہے اور اب اُسی کے دین کی راہ میں اس کا بسر ہونا ضروری ہے۔ اُن کی نگاہ میں بیعت اور وقفِ زندگی ہم معنی الفاظ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ستمبر ۱۹۰۷ء میں اسلام کی خاطر زندگیاں وقف کرنے کی سب سے پہلی تحریک فرمائی تو آپ کے بعض جلیل القدر اصحابؓ نے ایک لمحہ توقف کئے بغیر ایسے والہانہ انداز میں لبیک کہا اور اپنی زندگیاں اس بشاشت اور دلی ذوق و شوق کے ساتھ خدمتِ اسلام کے لئے پیش کیں کہ گویا ان کے نزدیک فی الاصل اس کے سوا زندگی کا کوئی اور حقیقی مصرف اور مقصد تھا ہی نہیں۔ چنانچہ آپ کے ایک فدائی اور بزرگ صحابی حضرت حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی۔اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورؑ کی اس تحریک پر دیوانہ وار لبیک کہتے ہوئے حضورؑ کی خدمت میں یہی عرض کیا کہ میں تو اُس دن سے ہی اپنے آپ کو وقف سمجھتا ہوں جس دن میں حضورؑ کی بیعت سے مشرف ہوا تھا۔ چنانچہ اُس وقت سے ہی میں اپنی زندگی کو حضورؑ کے سپرد کر چکا ہوں حضور جب چاہیں جہاں چاہیں اور جس طرح چاہیں مجھ سے اسلام کی خدمت لیں۔ میں ہر دم اور ہر لحظہ ہر حکم بجا لانے اور اعزازِ اسلام کے لئے ہر دکھ اور ہر تکلیف اور ہر مصیبت اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ آپ نے اُس وقت حضورؑ کی خدمت میں جو عریضہ تحریر کیا اور پھر اُس پر حضورؑ نے اپنے دستِ مبارک سے اظہارِ خوشنودی کے طور پر جو نوٹ رقم فرمایا وہ افادۂ احباب کی غرض سے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے تا یہ امر واضح ہو کہ بیعت کی حقیقت کیا ہے اور حضور علیہ السلام کے صحابہ

نے بیعت کے عہد کو کس عزم، ہمت، جوش اور دلی تڑپ کے ساتھ نبھایا اور اس طرح آنے والی نسلوں کے لئے کیسا درخشندہ نمونہ اپنے پیچھے چھوڑا (یہ خط مکرم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی نے ہمیں بغرض اشاعت عنایت فرمایا ہے۔ فجزاہ اللہ خیرا)

حضرت حافظ صوفی غلام محمد صاحبؓ کا عریضہ

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت سیدی ومولائی امامنا المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ــــــ حضور بیعت کے معنے ہی ہیں بیچ دینا۔ میں نے تو جب سے حضور کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اقرار کیا ہے کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" تب سے میں بفضل اللہ وتوفیقہ اپنے آپ کو آپ کے ہاتھ بیچ چکا ہوں کیونکہ آپ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے۔ یَدُ اللّٰہِ فوق ایدیھم۔ جہاں حضور چاہیں اور جس خدمت پر چاہیں آپ کا اختیار ہے کیونکہ میرا تو تب تک ہی اختیار تھا جب تک میں نے اپنے آپ کو حضور کے ہاتھ پر نہیں بیچا تھا۔ بیعت بھی صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی تھی اور اب بھی ابتغاء لوجہ اللہ حضور کے ارشاد اور حکم کے آگے سر تسلیم خم کرتا ہوں کیونکہ اسلام کے معنی ہی ہیں اللہ تعالےٰ اور اس کے مامورین کے حکموں کے آگے سر خم کرنا۔ نیت تو یہی ہے بلکہ مصمم ارادہ ہے کہ میری تمام زندگی صرف اللہ کے دین کی خدمت میں گزرے اور اعلائے کلمۃ اللہ میں تمام زندگی خرچ ہو جاوے مگر حضور توفیق الٰہی پر سب کچھ موقوف ہے۔ حضور کی دعاؤں سے انشاء اللہ ضرور اللہ تعالےٰ اس میں مجھے توفیق دے گا اور میری دستگیری کرے گا۔ پس میں اپنے دل سے بقائمی ہوش وحواس اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کو حاضر وناظر جان کر حضور کے پیش کرتا ہوں کہ حضور میری اس عاجزانہ التجا اور التماس اور درخواست کو قبول فرماویں اور جہاں اور جس جگہ اور جس وقت چاہیں کسی دینی خدمت پر لگادیں خواہ امریکہ وغیرہ بھیجیں انشاء اللہ مجھے وہاں بھی جانے سے کوئی انکار نہیں۔ میں بی۔اے کا امتحان دے چکا ہوں۔ اے اللہ جو زمین وآسمان کا خالق ہے مجھ سے تو راضی ہو جا۔ تیرے مجھ پر اتنے فضل ہیں کہ میں ان کو گن ہی نہیں سکتا جیسا تو مجھے گزشتہ زندگی میں ہمیشہ نیک توفیق دیتا رہا ہے اور بے حد فضل ورحم کرتا رہا ہے ایسا ہی مجھے اس درخواست کے مضمون پر عمل کرنے کی توفیق بخش

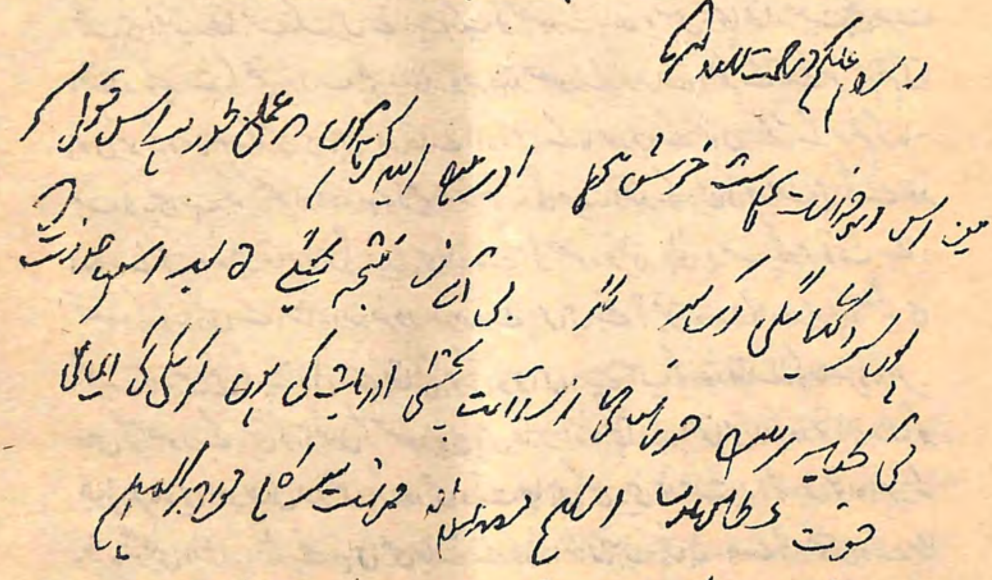
بیدك الخیر انّك علیٰ کلّ شیٍ قدیر۔ وبالاجابۃ جدیر۔ اور اپنے مامور ومرسل کے دل میں میری درخواست کی قبولیت کے آثار ڈال دے۔ یا مقلب القلوب صرف قلبی علیٰ طاعتك۔ ربّ لا تکلنی الیٰ نفسی طرفۃ عین۔ والسلام

حضور کا غلام [illegible] محمد طالب علم بی اے

قادیان دارالامان

۲۵ ستمبر [illegible]

حضور علیہ السلام کے رقم فرمودہ نوٹ کا عکس :-



حضورؑ کے نوٹ کی عبارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مَیں اِس درخواست سے بہت خوش ہوا اور مَیں امید کرتا ہوں کہ عملی طور پر اس قول کو پورا کر دکھائیں گے انشاء اللہ۔ مگر بی۔ اے کا نتیجہ نکلنے

کے بعد اس خدمت کے لئے تیار رہیں۔ خدا تعالیٰ استقامت بخشے۔ والسلام مرزا غلام احمد
فہرست میں نام درج کرا دیں۔"

اللہ اللہ! کیا للّٰہیت ہے اور خدمتِ اسلام کی کیسی بے پناہ تڑپ ہے جس کا اظہار حضرت حافظ صوفی غلام محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عریضے میں کیا ہے اور کس عاجزی، انکساری اور منّت و زاری کے ساتھ درخواست کی ہے کہ حضور آپ کی التجا، التماس اور درخواست کو شرفِ قبول سے نواز کر آپ کی زندگی کو خدمت اسلام کے لئے قبول فرمائیں اور کس درد، جذبے اور تضرع کے ساتھ خدا کے حضور دعا کی ہے کہ وہ اپنے مامور و مرسل کے دل میں اس درخواست کی قبولیت کے آثار ڈال دے تا آپ اپنی زندگی اسلام کی راہ میں قربان کر سکیں۔ پھر کیسی عظیم الشان خوش بختی و خوش نصیبی ہے کہ مسیح پاک علیہ السلام اپنے دستِ مبارک سے نوٹ رقم فرما کر وقف کی درخواست قبول فرماتے ہیں اور کمال شفقت کے ساتھ خوشنودی کی سند سے نوازتے ہیں اور قول کو پورا کر دکھانے کی ایمانی قوت ملنے کی دعا دیتے ہیں۔ اس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔

حضرت حافظ صوفی غلام محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جذبۂ خدمتِ اسلام اور قربانی و ایثار کا عملی نمونہ پیش کرنے کی دلی تڑپ خدا کے حضور بھی مقبول ٹھہری۔ آپ کے حق میں مسیح پاک علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور خدا تعالیٰ نے آپ کو خدمتِ اسلام کی وہ توفیق بخشی اور پوری زندگی خدا اور اس کے دین کی راہ میں بسر کرنے کی وہ سعادت نصیب کی کہ جس کی یاد ہمیشہ زندہ رہے گی۔ آپ آگے چل کر میدانِ تبلیغ کے ایک ممتاز مجاہد ثابت ہوئے اور بتوفیقِ الٰہی خلافتِ ثانیہ کے اوائل میں ماریشس میں پہلا تبلیغی مشن قائم کرنے کا فخر اور خصوصی امتیاز آپ کے حصہ میں آیا اور آپ آخری دم تک خدا کی راہ میں پورے جذبہ و جوش کے ساتھ مصروفِ عمل رہے اور بالآخر خدمات کا ایک عظیم الشان ریکارڈ اپنی یادگار چھوڑ کر کمال سرخروئی کے ساتھ اپنے خالق و مالک کے حضور حاضر ہوئے۔

اے خدا! تو نئی نسلوں میں بھی صحابہ کا جذب دروں اور خدمتِ اسلام کی وہی بے پناہ تڑپ پیدا کر اور انہیں اپنے بزرگ اسلاف کے عظیم روحانی ورثے اور اس کی برکات میں سے حصۂ وافر عطا فرما تا وہ بھی خدمتِ اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں اور اپنے بعد آنے والوں کے لئے خدمات کا عظیم الشان ریکارڈ چھوڑ کر سرخروئی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں اور انہیں کسی لحاظ سے بھی خجالت اور شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

انصار اللہ کے نام
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا تازہ پیغام

مجالس انصار اللہ خیر پور ڈویژن کا سالانہ اجتماع باندھی ضلع نواب شاہ میں مورخہ ۱۱، ۱۲ فروری ۱۹۶۱ء کو منعقد ہوا۔ اس موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ وایدہ بنصرہ العزیز نے تار کے ذریعے اجتماع میں شریک جملہ انصار اللہ کو ازراہِ شفقت اپنے دعائیہ پیغام سے نوازا۔ حضور ایدہ اللہ کے ارسال فرمودہ تار کے الفاظ افادۂ احباب کی غرض سے ذیل میں درج ہیں:۔

"My message is that God may enable you to become Ansarullah in true sense of the term.

Khalifatul Masih
Rabwah"

ترجمہ:۔ "میرا پیغام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو صحیح معنوں میں انصار اللہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

خلیفۃ المسیح

ربوہ"

حضور ایدہ اللہ کا یہ دعائیہ پیغام دراصل ہم کو یہ یاد کراتا ہے کہ حضور ہمیں محض نام کے اعتبار سے انصار اللہ دیکھنا نہیں چاہتے بلکہ حضور چاہتے ہیں کہ ہم ہمیشہ ہی اپنے کام کے اعتبار سے اپنا انصار اللہ ہونا ثابت کرتے رہیں۔ سو حضور کا یہ تازہ پیغام سننے کے بعد ہمیں اپنے اندر خدمتِ دین کا ایک نیا جوش اور نیا ولولہ پیدا کرنا چاہیئے تاکہ ہم حضور ایدہ اللہ کی توقعات پر پورے اترتے ہوئے صحیح معنوں میں اپنے آپ کو انصار اللہ بنانے کی کوشش کرتے رہیں اور ہمیشہ ہی مَن انصاری الی اللہ کے جواب میں فخر کے ساتھ کہہ سکیں

نحن انصار اللہ، نحن انصار اللہ

اے خدا تو ایسا ہی کر۔ آمین اللّٰھم آمین؛

انصار اللہ کے لئے میرا پیغام

(حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مد ظلہ العالی)

مکرم قریشی عبدالرحمٰن صاحب ناظم مجالس انصار اللہ خیرپور ڈویژن نے اپنی ڈویژن کے سالانہ اجتماع منعقدہ ۱۱/۱۲ فروری ۱۹۶۱ء کے سلسلہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی سے انصار اللہ کے نام پیغام ارسال فرمانے کی درخواست کی تھی۔ حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے خیرپور ڈویژن کے انصار اللہ کے لئے مکرم قریشی صاحب کے نام جو رُوح پرور پیغام ارسال فرمایا وہ اپنی جگہ نہایت درجہ اہمیت کا حامل ہے اور اِس لحاظ سے جملہ انصار کے لئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے آپ کے ارسال فرمودہ پیغام کا متن ذیل میں شائع کیا جاتا ہے تاکہ جملہ مجالس آپ کی زرّیں ہدایات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے فرائض کو کما حقہٗ ادا کرنے کی کوشش کریں اور اس طرح اللہ تعالےٰ کے حضور سرخرو ٹھہریں۔ (ادارہ)

خیرپور ڈویژن کے انصار اللہ کے لئے میرا پیغام یہی ہے کہ آپ لوگ اُس علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں جس میں عرب سے باہر یا بالفاظِ دیگر ہندوستان کے ساحل میں سب سے پہلے اسلام کی روشنی پہنچی۔ اور آپ کے علاقہ کے نام میں ہی خیر کا لفظ آتا ہے اور اسلام کا دوسرا نام بھی خیر ہے۔ پس آپ لوگوں کو چاہیئے کہ اپنے علاقے کے احمدیوں کو پوری طرح منظم کریں اور اپنے علاقے میں اِس طرح تبلیغ و تربیت کا انتظام کریں کہ جلد سے جلد اصلاح اور رشد کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو جائیں۔ اسلام وہ پیارا مذہب ہے کہ اگر اسے صحیح صورت میں پیش کیا جائے اور پیش کرنے والے کا اپنا نمونہ بھی اچھا ہو تو وہ ایک عظیم الشان مقناطیس کی طرح لوگوں کو اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیتا ہے۔ پس میری نصیحت یہ ہے کہ آپ لوگ اپنے آپ کو علم و عمل کے لحاظ سے مقناطیس بنائیں اور ایسی مُشک کا رنگ اختیار کریں جو خود بولے اور عطار کو بولنے کی چنداں ضرورت نہ رہے۔ اِس وقت دنیا میں اسلام کا صرف نام رہ گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی یہ تقدیر ہے کہ وہ احمدیت کے ذریعہ اِس نام کو پھر حقیقت کی روح سے مشرف کر دے گا۔ پس آپ خدا کا نام لے کر اِس مقصد کے حصول کے لئے کوشش کریں اور دنیا میں صداقت کو پھیلائیں اور غلط فہمیوں کو دُور کریں اور اپنے نمونہ سے ثابت کر دیں کہ آپ ایک خدائی جماعت ہیں جو اپنے اندر ایک آسمانی نور رکھتی ہے۔ آپس میں پورا پورا اتحاد رکھیں اور ایک دوسرے کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کریں،

اور دعاؤں پر زور دیں۔ قرآن کی بتائی ہوئی نیکیوں کو اختیار کریں اور بدیوں سے دور رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کے اجتماع کو مبارک کرے اور آپ کو دین و دنیا میں ترقی دے۔ آمین

والسلام
خاکسار مرزا بشیر احمد
۲۸-۱-۶۱

گناہوں سے نجات پانے کے تین طریق

مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"حقیقی پاکی تب حاصل ہوتی ہے جب انسان گندی زندگی سے توبہ کر کے ایک پاک زندگی کا خواہاں ہو۔ اور اس کے حصول کے لئے صرف تین باتیں ضروری ہیں۔ ایک تدبیر اور مجاہدہ کہ جہاں تک ممکن ہو گندی زندگی سے باہر آنے کے لئے کوشش کرے۔ اور دوسری طرف دعا کہ ہر وقت جناب الٰہی میں نالاں رہے تا وہ گندی زندگی سے اپنے ہاتھ سے اسکو باہر نکالے اور ایک ایسی آگ اس میں پیدا کرے جو بدی کے خس و خاشاک کو بھسم کر دے اور ایک ایسی قوت عنایت کرے جو نفسانی جذبات پر غالب آجائے۔ اور چاہیئے کہ اسی طرح دعا میں لگا رہے جبتک کہ وہ وقت آجائے کہ ایک الٰہی نور اس کے دل پر نازل ہو اور ایک ایسی چمکتی ہوئی شعاع اسکے نفس پر گرے کہ تمام تاریکیوں کو دور کر دے اور اسکی کمزوریاں دور فرمائے اور اسمیں پاک تبدیلی پیدا کرے کیونکہ دعاؤں میں بلاشبہ تاثیر ہے۔ اگر مردے زندہ ہو سکتے ہیں تو دعا سے اور اگر اسیر رہائی پا سکتے ہیں تو دعاؤں سے اور اگر گندے پاک ہو سکتے ہیں تو دعاؤں سے مگر دعا کرنا اور مرنا قریب قریب ہے۔ تیسرا طریق صحبت کاملین اور صالحین ہے کیونکہ ایک چراغ کے ذریعہ سے دوسرا چراغ روشن ہو سکتا ہے۔ غرض یہ تین طریق ہی گناہوں سے نجات پانے کے ہیں۔...."

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۴)

گھر کی حرمت

(محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ اے (آکسن) صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

حرمت کعبہ کے ساتھ ساتھ اسلام نے ہر گھر کو ایک حرمت عطا کی ہے۔ انسان کا گھر ایک قلعہ ہے جس پر خدائی احکام کے پہرہ دار پہرہ دے رہے ہیں۔ اسلام نے اس طرح امیر و غریب کے ایک اور غلط فرق کو مٹا دیا ہے۔ مگر کام کی ان باتوں کو ہم اکثر بھول جاتے ہیں حالانکہ ان کے بغیر ہم اُن مکارم اخلاق کے حامل نہیں ہو سکتے جنہیں اسلام ہم میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری بعثت کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ میں اخلاق اور آداب کی تکمیل کر دوں پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ان باتوں کو کبھی فراموش نہ کریں، ہمیشہ ان پر عمل پیرا ہوں تا دنیا ہمیں ایک مہذب ترین عاشق رسول کی حیثیت سے دیکھے اور پہچانے۔

(۱) پہلا حکم یہ دیا کہ دوسروں کے گھروں میں اپنا تعارف کرائے اور گھر والوں کی اجازت حاصل کئے بغیر داخل نہ ہوا کرو کیونکہ اس سے بہت سے دنیوی فسادات اور جھگڑے مٹ جائیں گے اور انسان بہت سے ایسے مواقع سے بچ جائیگا جن کی وجہ سے وہ اتہام کا نشانہ بن سکتا ہو کہ یہ چوری یا بدنظری کی غرض سے آیا ہے۔ نیز بہت سوں کو بدظنی کے مواقع سے بچائیگا اور آپس کے تعلقات میں کشیدگی پیدا نہ ہوگی۔

(۲) اجازت کا یہ طریق بتایا کہ اپنا تعارف کراتے ہوئے گھر والوں کو سلام کرو اگر وہ سلام سُن کر اور تمہیں پہچاننے کے بعد اندر آنے کی اجازت دیں تو ان کے گھروں میں جاؤ ورنہ واپس لوٹ آؤ۔ احادیث سے پتہ لگتا ہے کہ سلام کہنا ضروری ہے، دروازہ کھٹکٹانا یا گھر والوں کو آواز دینا کافی نہیں۔ احادیث سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ اگر پہلے سلام پر جواب نہ ملے تو وقفہ وقفہ کے بعد تین دفعہ سلام کہنا چاہیئے اور اگر پھر بھی جواب نہ ملے تو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ گھر والے کسی کام میں ایسے مشغول ہیں کہ سلام کی آواز ان کے کانوں تک نہیں پہنچ رہی۔ پس تمہیں چاہیئے کہ اس صورت میں دوسروں کے کاموں میں حارج نہ ہو اور واپس چلے آؤ، یہ نہیں کہ پھر بیسیوں سلاموں کی بھرمار کر دو کیونکہ تمہارے معاشرہ کی اسی میں بھلائی ہے اور نیکی کی یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہی مل کر تزکیہ نفس کیا کرتی ہیں۔

(۳) اگر تمہارا سلام سُن کر صاحب خانہ یہ جواب دے کہ اس وقت فرصت نہیں ملنے سے معذور ہوں تو تمہیں چاہیئے کہ تم واپس چلے جاؤ اور ملاقات پر اصرار نہ کرو اور دھرنا مار کر نہ بیٹھ جاؤ کہ ہم تو ملاقات کر کے ہی جائیں گے صاحب خانہ کا یہ جواب اسلام کی نگاہ میں کوئی بداخلاقی نہیں کیونکہ وہ اپنے گھر کا مالک ہے اور اپنے حالات اور مشاغل کو خوب جانتا ہے۔

اور تم نہیں جانتے کہ وہ کس قدر ضروری کاموں میں مصروف ہے۔ البتہ اگر تم ملاقات کے لئے دھرنا مار کر بیٹھ جاؤ گے تو یہ تمہاری پاکیزگیٔ اخلاق کے خلاف ہوگا اور بداخلاقی کا ایک معیوب مظاہرہ۔ اِس نکتہ کو نہ سمجھتے ہوئے ہم نے بہتوں کو یہ کہتے سُنا ہے کہ "جی فلاں شخص بہت ہی بداخلاق ہے، ہم اس کی ملاقات کو اس کے گھر گئے مگر اُس نے ملنے سے انکار کر دیا"۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ تو بداخلاق نہیں البتہ تمہاری ذہنیت بداخلاقی کی غمازی کر رہی ہے۔

(۴) اگر صاحبِ خانہ گھر پر موجود نہ ہو تو گھر والوں کی غیر حاضری میں اُن کے گھر میں نہ جاؤ اور مواقعِ اتہام سے بچو اور مواقعِ سُوءِ ظن سے دوسروں کو بچاؤ، سوائے اسکے کہ گہرے تعلقات کی بناء پر یا کام کی اہمیت کے پیشِ نظر صاحبِ خانہ نے تمہیں پہلے سے اپنی غیر موجودگی میں اپنے گھر میں انتظار کرنے کی اجازت دی ہو۔

(۵) اگر کوئی گھر مستقل یا عارضی طور پر غیر آباد ہو اور وہاں کسی کی سکونت نہ ہو تو ایسے گھروں میں بھی مالک کی اجازت کے بغیر مت داخل ہو کہ تمہارا یہ فعل بھی بعض معاشرتی الجھنوں کا باعث بن سکتا ہے۔

(۶) اگر گھر غیر آباد ہوں مگر عملاً تمہارے قبضہ میں ہوں اور اُن میں تمہارا کوئی سامان پڑا ہو تو ایسے گھروں میں خود اپنی ہی مرضی سے جا سکتے ہو مگر یہ کبھی نہ بھولنا کہ تمہارے ظاہر و باطن کو خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے اور یہ پابندیاں تمہیں تکلیف میں ڈالنے کے لئے نہیں لگائی گئیں یہ ہدایتیں تو اسلئے دی گئی ہیں کہ اپنے معاشرہ میں تم احتیاطی تدابیر اختیار کرو اور معاشرہ کی ہر قسم کی الجھنوں سے محفوظ رہو۔

(۷) گھروں پر بیرونی پہرہ کے علاوہ اندرونی پہرہ دار بھی مقرر کئے گئے ہیں چنانچہ ارشاد فرمایا کہ تمہارے نوکر اور وہ نابالغ بچے جو تمہارے ساتھ ہی تمہارے گھروں میں رہتے ہیں اُن کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ تین وقتوں میں تمہارے کمروں میں بلا اجازت نہ آیا کریں یعنی اوّل نمازِ فجر سے پہلے۔ دوم بعد دوپہر جو تمہارے قیلولہ کا وقت ہوتا ہے اور جب تم شب خوابی کے لباس میں ہوتے ہو اور سوم نمازِ عشاء کے بعد کیونکہ یہ تمہارے اندرونی پردہ کے اوقات ہیں۔ ہاں اِن اوقات کے علاوہ نوکر چاکر اور گھروں میں رہنے والے بچے اجازت کے بغیر تمہارے کمروں میں آ بھی جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ اِن احکام میں اِس طرف بھی اشارہ کیا کہ غفلت کے اوقات میں بھی احتیاطی تدابیر اختیار کرنا مومن کے فرائض میں سے ہے۔ مومن پر کسی وقت بھی کلّی غفلت طاری نہیں ہوتی اِسی وجہ سے شیطان ہمیشہ اس سے مایوس رہتا ہے۔

(۸) یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تمہارے رشتہ دار اور تمہارے دوست وغیرہ ہی نہیں بلکہ خود تمہارے بچے بھی جب بڑے ہو جائیں اور اپنے گھر آباد کر لیں تو انکے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ پہلے بتائے ہوئے احکام کی پابندی کریں۔

دیکھو کس طرح خدا تعالیٰ نے ہماری چھوٹی چھوٹی ضروریات کا خیال رکھا ہے اور ہمارے گھروں پر اپنے احکام کے پہرے کھڑے کر دیئے ہیں تا ہمیں کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ اِن باتوں کو دیکھ کر دل سے بے اختیار خدا کی حمد نکلتی ہے اور ہمارا رُواں رُواں اسکے شکر سے بھر جاتا ہے اور ہمارا ذرہ ذرہ الحمد للہ الحمد للہ کی صدا بلند کرنے لگتا ہے۔ اے خدا تو ہم ناچیز بندوں کے اِس ترانۂ حمد کو قبول فرما اور اپنی رحمتوں سے ہمیں نواز۔ آمین ۞

احمدی نوجوانوں کا اخلاص

(مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تصنیف لطیف 'ازالہ اوہام' کے متعلق فرماتے ہیں:-

"اے ناظرین! مَیں تمہیں ہمدردی اور خیر خواہی سے کہتا ہوں کہ ایک دفعہ تمام و کمال میری اس کتاب کو پڑھ جاؤ۔ یقین سمجھو کہ تمہیں اس میں نورِ ہدایت اور حق کا راستہ ملے گا۔" (تبلیغ ہدایت جلد۲ ص۵۵)

یہ بات 'ازالہ اوہام' ہی سے مخصوص نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر تصنیف کا مطالعہ کرنے والے کو اس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے نورِ ہدایت اور حق کا راستہ واضح طور پر ملتا ہے اور اس کے بفضلہ تعالیٰ ہم سبھی شاہد ہیں۔ حضور کی پُر معارف تصانیف قرآنی علوم سے پُر ہیں۔ یہ وہ روحانی خزائن ہیں جن سے خدا کے فضل سے ہر شخص مالا مال ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ نیک نیتی کے ساتھ ان کا مطالعہ کرے۔

جیسا کہ خاکسار نے ابھی عرض کیا ہے ہم غلامانِ احمد علیہ السلام میں سے ہر شخص اس امر کا شاہد ہے کہ حضور علیہ السلام کی تصانیف کا مطالعہ تزکیۂ نفوس کا مجرب نسخہ ہے۔ عمر رسیدہ اصحاب تو الگ رہے، نوخیز اور نوجوان خادمانِ احمدیت بھی خدا کے فضل سے اس یقین سے سرشار ہیں کہ اس زمانہ میں ہمیں حق کا راستہ، نورِ ہدایت اور قرآنی معارف حضور علیہ السلام کی تصنیفات کے مطالعہ سے ہی حاصل ہو سکتے ہیں۔ ثبوت کے لئے ایک تازہ مثال پیش ہے۔

مجلس انصار اللہ کراچی نے پچھلے سال ۱۵ روپیہ ماہانہ کے حساب سے ایک سال کے لئے تعلیمی وظیفہ کے طور پر ۱۸۰ روپیہ کی رقم مرحمت فرمائی تھی اس کے لئے شرط یہ تھی کہ یہ کسی ایسے احمدی طالب علم کو دی جائے جو جامعہ احمدیہ یا کسی ڈگری کالج کا طالب علم ہو اور دینی معلومات کے مقابلہ میں اوّل رہے۔ چنانچہ اس مقابلہ کے لئے چند ایک ٹھوس مذہبی کتب پر مشتمل ایک نصاب مقرر کر دیا گیا تھا۔ گزشتہ سالانہ اجتماع انصار اللہ سے قبل اس مقابلہ کے لئے تحریری امتحان منعقد ہوا اور پھر سالانہ اجتماع کے ایام میں اس مقابلہ میں

شریک ہونے والے طلبہ کا انٹرویو ہوا۔ بورڈ میں محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس (قائد تعلیم) محترم مولانا ابو العطاء صاحب (قائد تربیت) اور مکرم چوہدری حمید الحق صاحب وڑک (سابق زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ کراچی) شامل تھے۔ ان کے متفقہ فیصلہ کے مطابق عزیز مکرم چودھری شریف احمد صاحب طالبعلم سال دوم تعلیم الاسلام کالج ربوہ (پسر مکرم چودھری غلام احمد صاحب ایم۔ اے لاہور) اوّل قرار پائے اور اس انعامی وظیفہ کے مستحق ٹھہرے۔

اس انعامی وظیفہ کے کئی ایک مصرف ہو سکتے تھے اور اس مقابلہ میں شریک ہونے والے نوجوانوں کی پسند کو ملحوظ رکھتے ہوئے سبھی جائز مصرف ہوتے مثلاً فیسوں کی ادائیگی، کتب کی خرید، کھانے کے اخراجات کی ادائیگی، گرم کپڑوں کی سلائی وغیرہ۔ مگر اس مقابلہ میں اوّل آنے والے نتیجے کے نزدیک ان سب چیزوں کی کوئی وقعت نہ تھی۔ اسے اگر تڑپ تھی تو فقط یہ کہ اس رقم کے ذریعہ اسے کسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا سیٹ مل جائے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے یہ مخلص نوجوان میرے پاس آیا اور اس نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اسے اس وظیفہ کی رقم میں سے ۱۶۰ روپیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا سٹ اور بقیہ بیس روپیہ کی رقم میں تفسیر کبیر کی جلدیں خرید دی جائیں۔ عزیز کی زبان سے یہ فقرات سن کے خاکسار کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ یہ عمر اور یہ تڑپ! چنانچہ میں نے عزیز کی اس خواہش کی تکمیل میں اسی وقت مینیجنگ ڈائرکٹر صاحب الشرکۃ الاسلامیہ کے نام ایک چٹھی لکھ دی کہ عزیز موصوف کو یہ کتب دیدی جائیں اور بل مجلس انصار اللہ مرکزیہ کو بھجوا دیا جائے۔

حق تو یہ ہے کہ دین سے یہ شیفتگی، حق و صداقت سے یہ وابستگی، اور نور ہدایت اور حق کا راستہ پانے کی یہ تڑپ خدا کے فضل سے اس زمانہ میں احمدی نوجوانوں ہی سے مخصوص ہے۔ یہی تڑپ انہیں اسلام کی اشاعت اور دین کی خدمت کی خاطر سب کچھ وقف کر دینے کی ترغیب دیتی ہے اور یہی جذبہ انہیں جان جوکھوں میں ڈال کر اکناف عالم میں تبلیغ اسلام کے فریضہ کی ادائیگی میں اپنی جوانی صرف کر دینے پر مجبور کر دیتا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

سچی بات تو یہ ہے کہ احمدی نوجوانوں کا یہ اخلاص اسلام اور احمدیت کے لئے ایک نیک فال کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے نوجوانوں کے اخلاص و ایمان میں برکت دے اور ان کے اندر یہ نیک جذبات ہمیشہ قائم رکھے تاکہ وہ اسلام کی حفاظت کے لئے ہمیشہ سینہ سپر رہیں اور دین کی خاطر ہر قسم قربانی کے لئے ہمیشہ تیار رہیں۔ آمین

حضور خیر الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بلند شان

(محترم جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی۔ لاہور)

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

افضل البشر۔ خیر الرسل۔ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات والاصفات ایسی بلند پایہ اور ایسی ذی شان تھی جس کا ثانی اور نظیر ابتدائے عالم سے ابتک نہ کوئی ہوا ہے اور نہ آئندہ کبھی ہوگا۔ دنیا ہزاروں چکر کھا چکی ہے اور ہزاروں چکر کھائے گی مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جیسا انسان پیدا نہیں کر سکے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرب کو نہایت گندی اور خراب حالت میں پایا اور اسے نہایت مصفا اور پاک کر دیا۔ توحید دنیا سے مٹ چکی تھی۔ آپؐ نے اسے نہایت قوت، نہایت شان اور نہایت عظمت کے ساتھ دوبارہ قائم کیا۔ اُس وقت ہر ملک، ہر علاقہ، ہر شہر، ہر محلہ، ہر گھر، ہر خاندان بلکہ ہر شخص کا ایک نیا خدا اور ایک الگ معبود تھا۔ پتھر کا ہر ٹکڑا، درخت کا ہر پتہ، غرض عناصر اربعہ کا ہر ذرہ لوگوں کے نزدیک پوجنے کے لائق اور پرستش کے قابل تھا۔ تین سو ساٹھ بُت خدا کے گھر میں زبردستی خدا بنے بیٹھے تھے۔ توحید اور وحدانیت کے الفاظ بے معنی اور مہمل ہو کر رہ گئے تھے۔ لاکھوں کروڑوں مصنوعی خداؤں کی موجودگی میں ایک حقیقی، واقعی اور سچے خدا کی ہستی کو لوگ فراموش کر چکے تھے۔ اس کفر و شرک کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذاتِ پاک تھی جنہوں نے سینکڑوں موانعات اور ہزاروں مشکلات کے باوجود ایک، اکیلے اور واحد خدا کی بلند اور برتر ہستی کا بیانگِ دہل اعلان کیا اور پھر اُس پر پہاڑ سے زیادہ استقامت کے ساتھ قائم رہے۔

کچھ توحید ہی کے معاملہ میں نہیں بلکہ اپنی ہر وضع اور ہر عادت میں اور اپنے تمام کاموں میں وہ لوگ وحشی، گاودی اور جاہلِ مطلق تھے۔ مگر آپؐ نے اپنی بے نظیر تعلیم اور اپنے اعلیٰ ترین نمونہ سے ان وحشی انسانوں کو مہذب، تعلیم یافتہ اور با اخلاق انسان بنایا۔ حضور علیہ السلام نے اسی پر اکتفا نہیں کیا (حالانکہ بجائے خود یہ بھی ایک عظیم الشان کارنامہ تھا) بلکہ ترقی کر کے ان لوگوں کو باخدا انسان بنایا اور ان کو روحانیت کے اُس بلند مرتبہ پر پہنچایا جہاں آج تک کوئی نہیں پہنچ سکا۔ تہذیب اور شائستگی عرب سے نیست و نابود ہو گئی تھی۔ آپؐ نے آکر اُسے دُنیا بھر سے زیادہ مہذب

اور شائستہ بنا دیا۔ بلکہ عرب دُنیا بھر کا معلم اور اُستاد بن گیا۔ حالی نے سچ کہا ہے ؎

وہ قومیں جو ہیں آج سرتاج سب کی
کنوڈی رہیں گی ہمیشہ عرب کی

ہر قسم کے اخلاقِ حسنہ دنیا سے معدوم اور مفقود ہو چکے تھے اور اُن کی جگہ ہر قسم کے اخلاقِ سیئہ نے لے لی تھی۔ مگر حضور علیہ السلام نے ہم کو اعلیٰ اور بلند اخلاق کا جو عدیم النظیر اور لاثانی درس دیا اور اعلیٰ اخلاق کا جیسا پاک اور مطہر نمونہ اپنے عمل سے دکھایا انہیں دیکھ کر دنیا حیران رہ گئی۔ انسان نے نہ صرف وہ تمام حقوق بھلا دیئے تھے جو خدا کے اُس پر واجب تھے بلکہ وہ تمام حقوق بھی لوگ بھول چکے تھے جو خود اپنے نفس کے اُن پر فرض تھے اور وہ سب حقوق بھی آدمیوں نے پس پشت ڈال دیئے تھے جو بنی نوع انسان کے اُن پر لازم تھے۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مقدس ہی تھا جس نے انسان کو حقوق اللہ، حقوق النفس اور حقوق العباد کی بہترین، اعلیٰ ترین اور بے نظیر تعلیم دی۔ نہ صرف تعلیم دی بلکہ اُن کا بہتر سے بہتر عملی نمونہ بھی دکھایا۔ جو کہا پہلے خود اس پر عمل کیا۔ جو کیا وہی کہا۔ ہر ایک بُرائی، تکبر اور غرور کا آپ نے سر کچلا۔ ہر نیکی، فروتنی اور خاکساری کا آپ نے سبق دیا اور اُس سبق کو بار بار کی تاکید سے نہایت ذہن نشین کرا دیا۔ تمام فواحش اور بدکاریوں سے خواہ وہ پوشیدہ ہوں یا ظاہر آپ نے منع فرمایا۔ تمام محامد اور خوبیوں کی خواہ وہ ادنیٰ ہوں یا اعلیٰ آپ نے حوصلہ افزائی فرمائی۔ غلاموں کا طبقہ دنیا میں کنکر پتھر سے بھی زیادہ بے حقیقت اور لاشئے محض سمجھا جاتا تھا۔ آپ نے آ کر ان کی وہ حیثیت قائم کی کہ امراء اور شرفاء، بادشاہ اور شہنشاہ غلاموں کی غلامی پر فخر کرنے لگے۔ ان غلاموں میں سے ایک غلام کی جس وقت وفات ہوئی تو اُس وقت کے شہنشاہِ اعظم نے دیدۂ تر کے ساتھ کہا ؎

"اُٹھ گیا آج زمانے سے ہمارا آقا　٭　اُٹھ گیا آج نقیبِ چشمِ پیغمبرؐ"

دیکھ لو! فاتحِ عالم سکندر رومی کو آج دنیا بھول گئی مگر حبشی غلام بلالؓ کے سرِ مبارک پر شہرت اور عزت کا تاج قیامت تک جگمگاتا رہے گا۔ یہ ایک غلام ہی تو تھا جس کے متعلق افضل البشر، خیر الرسل، خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا کہ سلمان مِنّا اھل البیت۔ وہ ایک رومی غلام ہی تو تھا جس کے متعلق عرب اور عجم کے اولوالعزم شہنشاہ امیر المومنین فاروق اعظمؓ نے وصیت کی تھی کہ میرے جنازہ کی نماز صہیبؓ پڑھائیں اور جب تک نئے خلیفہ کا انتخاب ہو وہی امام الصلوٰۃ رہیں۔ ایک مرتبہ جب قریش کے بڑے بڑے معزز سردار اور کبار صحابہ حضرت امیر المومنین کی ملاقات کے انتظار میں بیٹھے تھے تو حضرت فاروق اعظمؓ نے اُس حبشی غلامؓ کو سب سے پہلے ملاقات کے لئے بُلایا جس کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا تھا کہ "ابوبکر! اگر تم نے بلال کو ناراض کر دیا تو خدا بھی تم سے ناراض ہے۔" یہ سلوک اور یہ برتاؤ حبشی اور

رومی غلاموں کے ساتھ اُس عظیم الشان اور اولوالعزم انسان کا تھا جس نے کسریٰ جیسے پُرشوکت اور قیصر جیسے باجبروت شہنشاہوں کے تاج بے پروائی کے ساتھ اپنی جوتیوں سے مَسَل کر پھینک دیئے۔ اگر یہ سرورِ عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت و ارشاد اور تعلیم و تدریس کا نتیجہ نہیں تھا تو اور کس بات کا نتیجہ تھا؟

عورت دنیا میں بہت ہی ذلیل اور حقیر سمجھی جاتی تھی مگر اُس رحمتِ عالم نے آکر عورت کو وہ عظیم الشان درجہ عطا فرمایا جو کبھی اس کے خواب و خیال میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ کہاں تو وہ اتنی منحوس اور نجس قوم سمجھی جاتی تھی کہ پیدا ہوتے ہی ماردی جاتی تھی۔ یا اب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اتنی اعلیٰ شان کی مالک ہوگئی کہ لوگ اس کے قدموں کے نیچے جنت ڈھونڈنے لگے۔ عورت کی تین حیثیتیں ہیں۔ بیٹی، بیوی اور ماں۔ اور ان تینوں ہی حالتوں میں اس کی کیفیت بڑی ہی ناگفتہ بہ اور بدترین تھی۔ بیٹی زندہ درگور کردی جاتی تھی۔ بیوی لونڈی سے بھی کم درجہ کی تھی۔ ماں کی حیثیت اتنی گری ہوئی تھی جس کی انتہا نہیں۔ یہاں تک کہ وہ مال و اسباب کی طرح ترکہ میں بانٹی جاتی تھی۔ مگر حضور علیہ السلام نے آکر ارشاد فرمایا کہ (۱) "جو کوئی اپنی بیٹیوں کی عمدہ تربیت کرے اور اُنہیں اچھی تعلیم دلائے وہ قیامت میں اس طرح میرے ساتھ ہوگا جس طرح میرے ہاتھ کی دو انگلیاں۔" (۲) آپؐ نے آکر تعلیم دی کہ "تم میں سب سے اچھا وہ شخص ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے۔" (۳) آپؐ نے آکر بتایا کہ "اگر خدا کی خوشنودی اور عاقبت کی نجات چاہتے ہو تو اپنی ماں کی جوتیاں سیدھی کرو اور اُس کی خدمت کو اپنی سعادت جانو۔"

لُوٹ مار اور قتل و غارت کا عرب میں جو بازار گرم تھا وہ کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں لیکن حضور اکرم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک تعلیم اور پاک صحبت کی بدولت ڈاکو اور رہزن دنیا کے ہادی اور عالم کے رہنما بن گئے۔ اُن کو شراب کے بغیر ایک دم بھی قرار نہ آتا تھا۔ جگہ جگہ بکثرت شراب خانے کھلے ہوئے تھے جہاں جمع ہوکر وہ خم کے خم لنڈھاتے اور دادِ عیش دیتے تھے جس کے نتیجہ میں ہر قسم کی عیاشی اور بدکاری اُن میں درجۂ کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ مگر اُس انسانِ کامل کے ایک اعلان نے شراب کے سارے مٹکے تڑوا دیئے اور مدینہ کی نالیاں اور گلیاں شراب سے بھر گئیں اور پھر کبھی اس اُم الخبائث کو اُنہوں نے مُنہ نہیں لگایا۔ بے ایمانی، دغابازی اور حرامکاری عرب میں نہایت زوروں پر تھی مگر آپؐ کے قدم کی برکت سے وہ لوگ نہایت ایماندار، بڑے مخلص، اعلیٰ درجہ کے دیانتدار اور بے حد پاکباز بن گئے۔ اور عرب میں یکدفعہ ہی یہ عجیب و غریب معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ بیسیوں مُردے زندہ ہوگئے۔ سینکڑوں اندھے دیکھنے لگے۔ ہزاروں بہرے سُننے لگے اور لاکھوں روحانی مریض تندرست ہوگئے۔ وہ وحشی اور درندے جو ہر قسم کے ناپاک اخلاق اور ہر طرح کی گندی عادات میں مبتلا تھے، وہ یکدم دنیا کو اخلاق و موعظت، پاکیزگی و طہارت اور دیانت و امانت کا سبق دینے لگے بدبخت جاہل اور کندۂ ناتراش حضور علیہ السلام کی ایک پھونک سے علوم کے وارث اور فضل و کمال کے حامل بن گئے اس سے بڑا اور اس سے زیادہ مہتم بالشان معجزہ اور کیا ہوگا؟ اُن کی بدترین

اور ذلیل حالت کا نہایت صحیح اور واقعی نقشہ خواجہ الطاف حسین حالیؔ نے ان الفاظ میں کھینچا ہے ؎

چلن اُن کے جتنے تھے سب وحشیانہ ہر اک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بیباک جیسے
جوا اُن کی دن رات کی دل لگی تھی شراب اُن کی گُھٹی میں گویا پڑی تھی
تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی غرض ہر طرح اُن کی حالت بُری تھی
بہت اس طرح اُن کو گزری تھیں صدیاں
کہ چھائی ہوئی نیکیوں پر تھیں بدیاں

غرض وہ قوم جو دنیا کی نظروں میں نہایت ہی پسماندہ اور وحشی سمجھی جاتی تھی۔ اُس نے اپنے مقدس آقاؐ کی تربیت سے فیض پاکر کسریٰ کی شوکت اور قیصر کی عظمت کا خاتمہ کر دیا۔ وہ جو اونٹ چرانے والے تھے آپؐ کی صحبت میں بیٹھنے سے شہنشاہ بن گئے اور دنیا بھر کے فرمانروا اُن کی ہیبت سے کانپنے لگے۔ وہ جن کی اپنی کوئی سلطنت اور کوئی حکومت نہ تھی حضور علیہ السّلام کی غلامی کا طوق اپنے گلوں میں ڈال کر چین سے لے کر سپین تک کے مالک بن گئے۔ وہ جن کی سوسائٹی میں کسی قسم کی وقعت اور کوئی حیثیت نہ تھی آپؐ کی ہم نشینی کی بدولت دنیا میں سب سے زیادہ معزز بن گئے۔ پہلے دنیا اُن کو ذلیل سمجھتی تھی اب وہ دنیا کو حقیر سمجھنے لگے اور ایک مرے ہوئے کیڑے سے زیادہ صحابہؓ کے دلوں میں دنیا کی عزت نہ رہی۔ جنگل کے درندوں کی مانند خونخوار انسانوں کو اُس انسانِ کاملؐ نے حیاتِ تازہ بخش کر دنیا کا ہمدرد اور غمخوار بنا دیا۔ اور انسان کو وہ سب کچھ بخشا جس سے وہ سراسر محروم ہو چکا تھا۔ حضور علیہ السّلام کی بدولت عرب سے علوم و معارف، تمدن و شائستگی اور ایمان و اخلاص کے سوتے پھوٹ پڑے اور انہوں نے دنیا بھر کے خشک کھیتوں کو اپنے زندگی بخش پانی سے سیراب کر دیا۔ روحانیت کا آفتاب سخت اندھیری رات میں غارِ حرا سے نکلا اور اپنی ضوفشانیوں سے تمام عالم کو منور کر دیا۔ خدا کے ہزاروں ہزار درود اور لاکھوں لاکھ سلام ہوں محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک اور مطہر ہستی پر جس نے پیدا ہو کر انسانیت کی لاج رکھ لی اور اپنی ذات سے دنیا کے سامنے ایسے بے نظیر اور بے عدیل نمونہ پیش کیا جو عقل و فہم سے
خرد
بھی بالا ہے ؎

احیاءِ اسلام کا عظیم الشان کارنامہ

(مکرم شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی - لاہور)

مخبرِ صادق، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کی ایک نشانی یہ بتائی ہے یُحْیِی الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ یعنی وہ مسیح اسلام کو، جو اس کے پیروؤں کی بداعمالیوں کی وجہ سے دنیا کی نظروں میں بالکل مُردہ ہو چکا ہوگا ازسرِنو زندگی بخشے گا اور شریعت قرآنیہ کو جسے مسلمانوں نے مہجور کی طرح چھوڑ دیا ہوگا دوبارہ دنیا میں قائم کرے گا۔

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے قبل اسلام سیاسی اور مذہبی تنزل کے آخری مرحلہ پر پہنچ چکا تھا۔ روئے عالم پر مسلمانوں کی سلطنتیں ایک ایک کرکے مٹتی جا رہی تھیں مسلمانوں کی طاقت بالکل زائل ہو چکی تھی اور انہیں ہر چہار طرف گھٹا ٹوپ اندھیرا دکھائی دے رہا تھا۔ ان پر یاس کی حالت طاری تھی اور وہ اسلام کے عروج سے بالکل ناامید ہو چکے تھے۔ بدقسمتی سے وہ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ اسلام کے قیام کے لئے مادی طاقت کا ہونا اوّلین چیز ہے اور چونکہ قوت اُن کے ہاتھ سے نکل چکی ہے اس لئے اب اُن کے مقدر میں سوائے تباہی اور بربادی کے اور کچھ نہیں۔

اس مایوسی کا اثر عقائد اور اعمال پر بھی پڑا مسلمانوں کا عروج اُس تعلیم میں مضمر تھا جو تیرہ سو سال پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے انہیں دی گئی تھی۔ جب تک وہ اس تعلیم پر عمل پیرا رہے اندرونی پاکیزگی کے علاوہ عالم کی سرداری کا تاج بھی ان کے سر پر رکھا رہا لیکن جب انہوں نے اِس چشمۂ صافی کو خود گدلا کر دیا تب اِس خدائی سنّت کا ظہور ہوا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ۔ عالمِ افلاک کے وار پے در پے ان پر ہونے لگے، ان کا اعزاز ان سے چھن گیا اور وہ دینی و مذہبی لحاظ سے بھی انتہائی پستی میں جا پڑے۔

اُس وقت جب اسلام پر نزع کی سی کیفیت طاری تھی خدا تعالیٰ نے دیرینہ وعدہ کے مطابق اپنے دین کے احیاء کے لئے قادیان کی پاک بستی میں ایک پاک بندے کو مبعوث کیا جس نے دنیا کو یہ نوید سنا کر اپنی طرف متوجہ کیا ؏

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح　＊　نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا مقصد مختصر طور پر اِن الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے (اوّل) مسلمانوں کو مایوسی کی حالت سے نجات دینا (دوم) اسلام کو غلطیوں اور الحاقات بے جا سے منزہ کر کے وہ تعلیم جو روح راستی سے بھری ہوئی ہے خلق اللہ کے سامنے رکھنا (سوم) تمام قوموں پر اسلام کی سچائی کی حجت پوری کرنا (چہارم) ایمانی نور تمام قوموں کے مستعد دلوں کو بخشنا۔

حضور پُرنور کے سپرد جو عظیم الشان کام کیا گیا تھا وہ آپ نے ہزاروں روکوں، شدید مخالفت اور سخت مشکلات کے باوجود پوری طرح سرانجام دیا اور اسلام کو جو دنیا اور خود مسلمانوں کی نظروں میں مُردہ ہو چکا تھا دوبارہ زندہ کر دیا۔

اِس عظیم الشان کام کی تفصیل کے لئے جو آپ نے سرانجام دیا ہزاروں صفحات بھی کافی نہیں ہو سکتے۔ میں یہاں مختصر طور پر صرف اُس کارنامہ پر روشنی ڈالوں گا جو آپ نے مسلمانوں کے دلوں سے مایوسی دور کر کے اور ان کو یہ یقین دلا کر کہ صرف اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے سرانجام دیا۔

علم النفس سے تھوڑی بہت واقفیت رکھنے والوں سے بھی یہ بات پوشیدہ نہیں کہ کسی قوم یا فرد کے لئے سب سے زیادہ مہلک چیز مایوسی ہی ہوا کرتی ہے۔ اگر کسی قوم میں یہ احساس ہو کہ گو اس کی حالت کتنی ہی ابتر کیوں نہ ہو جائے لیکن وہ زمانہ کے تقاضوں کو پورا کر کے دوبارہ اُبھر سکتی ہے اور اقوام عالم میں دوبارہ اپنی جگہ بنا سکتی ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اُسے ترقی سے باز نہیں رکھ سکتی۔ لیکن جس قوم پر مایوسی کی حالت طاری ہو جائے اور وہ یہ سمجھ لے کہ اب اس کے آخری دن ہیں تو اگرچہ وہ قوم کروڑوں کی تعداد میں کیوں نہ ہو وہ پستی میں گرتی چلی جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل عوام الناس تو ایک طرف رہے ان کے علماء اور لیڈر بھی مسلمانوں کے مستقبل سے قطعاً مایوس ہو چکے تھے۔ ظاہر ہے کہ جس قوم کے علماء پر بھی جو قوم کے لئے بمنزلہ ستونوں کے ہوتے ہیں انتہائی یاس طاری ہو اسے اُبھارنا کس قدر سخت مشکل کام ہے۔ اِس کام کو صرف وہی شخص کر سکتا تھا جسے خدا تعالیٰ خود اس کام کے لئے مقرر کرتا اور جسے ہر دم اس کی نصرت حاصل ہوتی اور وہ شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔

آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے دنیا کے سامنے یہ نظریہ پیش کیا کہ زندہ مذہب صرف اسلام ہے، زندہ کتاب صرف قرآن ہے، زندہ خدا صرف اسلام کا خدا ہے۔ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو بتایا کہ اسلام کے تنزل کا دور ختم ہو چکا ہے، اب اس کی ترقی کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے دنیا کے تمام مذاہب کو چیلنج دیا کہ اگر ان کے پاس اسلام کے مقابلے کے لئے دلائل کے ہتھیار ہیں تو وہ سامنے لائیں لیکن ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند ٭ ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چند تحریرات پیش کی جاتی ہیں جن سے یہ بات آشکارا ہو جاتی ہے کہ آپ کو اسلام کی حقانیت اور اس کے دوبارہ عروج کا کس قدر یقین تھا اور آپ نے مسلمانوں کی مایوسی اور ہراس کو دُور کر کے

کس طرح ان میں یقین اور ایمان پیدا کیا اور دوبارہ فتح یاب ہونے کا احساس دلایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

(۱) ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اُٹھو دیکھو سُنایا ہم نے

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

تھک گئے ہم تو انہیں باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بُلایا ہم نے

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۲۴)

(۲) "اے مسلمانو! سُنو اور غور سے سُنو کہ اسلام کی پاک تاثیروں کے روکنے کے لئے جس قدر پیچیدہ افترا اِس عیسائی قوم میں استعمال کئے گئے اور پُر مکر حیلے کام میں لائے گئے اور اُن کے پھیلانے میں جان توڑ کر اور مال کو پانی کی طرح بہا کر کوششیں کی گئیں ...... یہ کہ سچّی قوموں اور تثلیث کے حامیوں کی جانب سے وہ ساحرانہ کارروائیاں ہیں کہ جب تک ان کے اس سحر کے مقابل پر خدا تعالیٰ وہ پُر زور ہاتھ نہ دکھاوے جو معجزہ کی قدرت اپنے اندر رکھتا ہو اور اس معجزہ سے اس طلسمِ سحر کو پاش پاش نہ کرے تب تک اِس جادوئے فرنگ سے سادہ لوح دلوں کو مخلصی حاصل ہونا بالکل قیاس اور گمان سے باہر ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے اِس جادو کے باطل کرنے کے لئے اِس زمانہ کے سچّے مسلمانوں کو یہ معجزہ دیا کہ اپنے بندہ کو اپنے الہام اور کلام اور اپنی برکاتِ خاصہ سے مشرّف کر کے اور اپنی راہ کے باریک علوم سے بہرۂ کامل بخش کر مخالفین کے مقابل پر بھیجا اور بہت سے آسمانی تحائف اور علوی عجائبات اور روحانی معارف و دقائق ساتھ دیئے تا اس آسمانی پتھر کے ذریعہ سے وہ موم کا بُت توڑ دیا جائے جو سحرِ فرنگ نے طیار کیا ہے۔ سو اے مسلمانو! اِس عاجز کا ظہور ساحرانہ تاریکیوں کے اُٹھانے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے۔ کیا ضرور نہیں تھا کہ سحر کے مقابل پر معجزہ بھی دُنیا میں آتا؟ کیا تمہاری نظروں میں یہ بات عجیب اور اَنہونی ہے کہ خدا تعالیٰ نہایت درجہ کے مکروں کے مقابلہ پر جو سحر کی حقیقت تک پہنچ گئے ہیں ایک ایسی حقّانی چمکار دکھاوے جو معجزہ کا رنگ رکھتی ہو؟

اے دانشمندو! تم اِس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اِس ضرورت کے وقت میں اور اِس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی اور ایک بندہ کو مصلحتِ عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلاءِ کلمۂ اسلام و اشاعتِ نورِ حضرت خیر الانامؐ اور تائیدِ مسلمانوں کے لئے اور نیز اُن کی اندرونی حالت کے صاف کرنے کے ارادہ سے دُنیا میں بھیجا۔ تعجب تو اِس بات میں ہوتا کہ وہ خدا جو حامیِ دینِ اسلام ہے جس نے وعدہ کیا تھا کہ میں ہمیشہ تعلیمِ قرآنی کا نگہبان رہوں گا اور اسے

سرد اور بے رونق اور بے نور ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔ وہ اس تاریکی کو دیکھ کر اور ان اندرونی اور بیرونی فسادوں پر نظر ڈال کر چپ رہتا اور اپنے اس وعدہ کو یاد نہ کرتا جس کو اپنے پاک کلام میں مؤکد طور پر بیان کر چکا تھا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر تعجب کی جگہ تھی تو یہ تھی کہ اس پاک رسول کی یہ صاف اور کھلی کھلی پیشگوئی خطا جاتی جس میں فرمایا گیا تھا کہ ہر ایک صدی کے سر پر خدا تعالیٰ ایک ایسے بندہ کو پیدا کرتا رہے گا کہ جو اس کے دین کی تجدید کرے گا۔ سو یہ تعجب کا مقام نہیں، بلکہ ہزار در ہزار شکر کا مقام اور ایمان اور یقین کے بڑھانے کا وقت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کو پورا کر دیا اور اپنے رسول کی پیشگوئی میں ایک منٹ کا بھی فرق پڑنے نہیں دیا اور نہ صرف اس پیشگوئی کو پوری کر کے دکھلایا بلکہ آئندہ کے لئے بھی ہزاروں پیشگوئیوں اور خوارق کا دروازہ کھول دیا۔ پس ہر ایک کو چاہیئے کہ اس سے انکار کرنے میں جلدی نہ کرے تا خدا تعالیٰ سے لڑنے والا نہ ٹھہرے۔ دنیا کے لوگ جو تاریک خیال اور اپنے پرانے تصورات پر جمے ہوئے ہیں وہ اس کو قبول نہیں کریں گے مگر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جو اُن کی غلطی اُن پر ظاہر کر دیگا۔ "دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اس کو قبول نہیں کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔" یہ انسان کی بات نہیں خدا تعالیٰ کا الہام اور ربِّ جلیل کا کلام ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان حملوں کے دن نزدیک ہیں۔ مگر یہ حملے تیغ و تبر سے نہیں ہوں گے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑیگی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اُتریگی ..... سچائی کی فتح ہو گی اور اسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔" (فتح اسلام صفحہ ۹ تا ۱۵)

(۳) "یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ زمانہ اب اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ کسی وقت وہ اپنی طاقت دکھا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہو گا اور اسلام فتح پائیگا۔ حال کے علومِ جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں، کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ کر آئیں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکرِ نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھے علم دیا گیا ہے جس علم کی رو سے میں کہتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علومِ مخالفہ کی جہالتیں ثابت کر دیگا ..... اس کشتی کا ناخدا خداوند تعالیٰ ہے وہ ہمیشہ اس کو طوفان اور بادِ مخالف سے بچاتا رہے گا جیسا کہ فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام)

(۴) "بالآخر میں پھر ایک طالبِ حق کو یاد دلاتا ہوں کہ وہ دینِ حق کے نشان اور اسلام کی سچائی کے آسمانی گواہ ..... مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔ مجھے بھیجا گیا ہے تا میں ثابت کروں کہ ایک اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے اور وہ کرامات مجھے عطا کئے گئے ہیں جن کے مقابلہ میں تمام غیر مذاہب اور ہمارے اندرونی اندھے مخالف بھی عاجز ہیں۔ میں ہر ایک مخالف کو دکھلا سکتا ہوں کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علومِ حکمیہ اور اپنے معارفِ دقیقہ اور بلاغتِ کاملہ کی رو سے معجزہ ہے

موسیٰؑ کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسیٰؑ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ۔ میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا ہے اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں اس میں صاحبِ تجربہ ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذاہب مُردے، اُن کے خدا مُردے اور خود وہ تمام پیرو مُردے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں۔ اے نادانو! تمہیں مُردہ پرستی میں کیا مزہ ہے؟ اور مُردار کھانے میں کیا لذّت؟ آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے؟ اسلام اس وقت موسیٰؑ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔ کیا تم میں سے کسی کو شوق نہیں کہ اس بات کو پرکھے پھر اگر حق کو پاوے تو قبول کر لیوے۔۔ خدا کے نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں کیا تم میں کوئی نہیں جو سچا دل لیکر میرے پاس آوے؟ کیا ایک بھی نہیں؟ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔" (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶۱ تا ۶۲)

(۵) "اے تمام وہ لوگو! جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔" (تریاق القلوب صفحہ ۷)

(۶) "اگر کسی نبی کی فضیلت اس کے اُن کاموں سے ثابت ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو! اُٹھو اور گواہی دو کہ اس صفت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں۔۔۔۔۔ اندھے مخلوق پرستوں نے اس بزرگ رسول کو شناخت نہیں کیا جس نے ہزاروں نمونے سچی ہمدردی کے دکھلائے لیکن اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت پہنچ گیا ہے کہ یہ پاک رسول شناخت کیا جائے۔ چاہو تو میری بات کو لکھ رکھو کہ اب کے بعد مُردہ پرستی روز بروز کم ہو گی یہاں تک کہ نابود ہو جائیگی۔ کیا انسان خدا کا مقابلہ کریگا؟ کیا ناچیز قطرہ خدا کے ارادوں کو رد کر دیگا؟ کیا فانی آدم زاد کے منصوبے الٰہی حکموں کو ذلیل کر دیں گے؟ اے سُننے والو سُنو! اور اے سوچنے والو سوچو کہ حق ظاہر ہو گا اور وہ جو سچا نور ہے وہ چمکے گا۔" (انجام آتھم اشتہار ملحقہ صفحہ ۲ و ۳)

(۷) "نوعِ انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں کہ جو مرنے کے بعد ظاہر ہو گی

بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اِسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اسکے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے... موسیٰؑ نے وہ متاع پائی جسکو قرون اولیٰ کھو چکے تھے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائی جس کو موسیٰؑ کا سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کا قائم مقام ہے مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھ کر۔" (کشتی نوح صفحہ ۱۴)

(۸) "وہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ایک نور تھا جو دنیا میں آیا اور تمام نوروں پر غالب آگیا۔ اُس کے نور نے ہزاروں دلوں کو منوّر کیا اور اسی کی برکت تاپیدا نہ ہے کہ روحانی مدد اسلام سے منقطع نہیں ہوتی بلکہ قدم بقدم اسلام کے ساتھ چلی آتی ہے۔ ہم ایسی تازہ بتازہ برکتیں اس نبی کے دائمی فیض سے پاتے ہیں کہ گویا اِس زمانے میں بھی وہ نبی ہم میں موجود ہے اور اِس وقت بھی اُس کے فیوض ہماری ایسی رہنمائی کرتے ہیں کہ جیسا اُس زمانہ میں کرتے تھے۔

اس کے ذریعہ ہمیں وہ پانی ملا ہے جس کی ضرورت ہر ایک پاک فطرت محسوس کر رہی ہے۔ وہ پانی بڑی سرعت سے ہمارے ایمانی درخت کو نشوونما دے رہا ہے اور ان مشکلات سے ہم نے رہائی پالی ہے جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہیں۔ اگر کسی کو ہم میں سے ابتدائی مرحلہ میں..... مشکلات معلوم بھی ہوں مگر وہ ایسی نہیں ہیں جو آگے قدم بڑھانے سے مغلوب اور رفع نہ ہو سکیں۔ اسلام میں آگے قدم بڑھانے کا وسیع میدان ہے۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۲۹۹)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کے انتہائی ادبار کے وقت جو آواز بلند کی اور مایوسی کے اتھاہ اندھیروں میں یقین کی جو مشعل روشن کی اسی کا نتیجہ ہے کہ آج دنیا کا کوئی مسلمان بھی باوجود کمزوری اور ضعف کے اسلام کے شاندار مستقبل سے مایوس نہیں بلکہ اس کو یقین ہے کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے جب ہر طرف اسلام ہی کا دور دورہ ہوگا۔ دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی دین، اور وہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین ہوگا۔ یہ یقین مسلمانوں کے لئے نہایت ہی حوصلہ افزا امر ہے لیکن یقین پیدا کرنے والی ذات صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے ؎

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے

یہ سب پود اُسی کی لگائی ہوئی ہے

سیرالیون کے سربراوردہ قومی لیڈروں کی طرف سے

جماعتِ احمدیہ کی اسلامی خدمات کا اعتراف

"احمدیہ مشن نے مسلمانوں کو شاہراہِ ترقی پر گامزن کرنے میں اہم کارنامہ سرانجام دیا ہے"

جماعتِ احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے نتیجے میں آج افریقہ میں اسلام کو جو سربلندی حاصل ہو رہی ہے اور ہر طرف جس شان سے اُس کی پیشقدمی جاری ہے اس کا اندازہ جماعت احمدیہ سیرالیون کے بارھویں سالانہ جلسے کی اُس روئداد سے بھی ہوتا ہے جو احمدیہ سیرالیون انفارمیشن سروس (اے۔ ایس۔ ایل۔ آئی۔ ایس) نے اخبارات کو ارسال کی ہے۔ یہ جلسہ سیرالیون (مغربی افریقہ) کے شہر بو میں ۳ فروری سے شروع ہو کر ۵ فروری ۱۹۶۱ء تک جاری رہا۔ اس میں سیرالیون کے طول و عرض سے آئے ہوئے احمدی احباب کے علاوہ ملک کی بعض سربرآوردہ ہستیوں اور نامور قومی لیڈروں نے بھی شرکت کی اور نہ صرف یہ کہ وہ جلسے میں شریک ہوئے بلکہ انہوں نے حاضرین سے خطاب کر کے جماعت احمدیہ کی عظیم اسلامی خدمات کو سراہا اور اس بناء پر جماعت کو شاندار الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ اگرچہ سیرالیون کے وزیر اعظم سر ملٹن مارگائی خود تشریف نہ لا سکے لیکن آپ نے ایک پیغام ارسال کر کے سالانہ جلسے کے انعقاد پر جماعت احمدیہ کو مبارکباد پیش کی اور اہلِ سیرالیون کی روحانی، تعلیمی اور ثقافتی ترقی کے سلسلہ میں جماعت کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اس خواہش کا اظہار کیا کہ جن نیک اغراض کے تحت یہ جلسہ انعقاد پذیر ہو رہا ہے وہ بااحسن وجوہ پایۂ تکمیل کو پہنچیں۔ چنانچہ ان کا یہ پیغام جلسے میں پڑھ کر سنایا گیا۔ پیغام کے متن کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"میں آج کے دن (۳ فروری ۱۹۶۱ء) جو میں آپ لوگوں کی سالانہ کانفرنس کے افتتاح کے موقع پر آپ لوگوں کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ امر میرے لئے بہت باعثِ مسرت ہے کہ آپ کا مشن اہلِ سیرالیون کی روحانی، تعلیمی اور ثقافتی ترقی میں روز افزوں دلچسپی لے رہا ہے۔ میں پُرخلوص مبارکباد پیش کرتے ہوئے آپ لوگوں کی کانفرنس کی کامیابی اور اس میں زیرِ غور امور کی بااحسن وجوہ تکمیل کا دل سے خواہاں ہوں۔"

سیرالیون کے جو سربرآوردہ حضرات اور نامور قائدین جلسے میں شریک ہوئے اور انہوں نے حاضرین سے خطاب فرمایا اُن میں سیرالیون کے نائب وزیراعظم و وزیرِ خزانہ آنریبل ایم۔ ایس۔ مصطفےٰ" وزیرِ تعمیرات آنریبل

کانڈے بولے، فری ٹاؤن کے میئر ایلڈرمین اے۔ایف-رحمٰن، پیرا ماؤنٹ چیف بیمبا الرڈ آف بو، سیرالیون مسلم کانگریس کے سیکرٹری جنرل الحاج جبریل سیسے، صوبائی محکمہ تعلیم کے سیکرٹری مسٹر ایم-ایچ-ڈی-الغالی، اور سیرالیون مسلم برادرہڈ کے صدر مسٹر سوری ابراہیم کانو شامل تھے۔ جلسے کے دوران مختلف مواقع پر جب مقامین کی طرف سے" اللہ اکبر"، "اسلام زندہ باد"، "احمدیت زندہ باد" کے نعرے بلند ہوئے تو ان سب حضرات نے بھی سامعین کی ہمنوائی میں پورے جذبہ و جوش کے ساتھ یہ نعرے لگائے۔ ان حضرات نے جو تقاریر کیں اُن کے خلاصے اور چیدہ چیدہ اقتباسات درجِ ذیل ہیں:-

(۱) آنریبل ایم-ایس مصطفےٰ نائب وزیر اعظم سیرالیون نے اپنی تقریر میں فرمایا:-

"جماعت احمدیہ کی سالانہ کانفرنس میں شرکت میرے لئے ہمیشہ جس خوشی اور مسرت کا باعث ہوا کرتی ہے دنیا کی کوئی اور چیز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس زمانہ میں مسلمان ۷۳ فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں لیکن ان میں سے صرف فرقہ احمدیہ ہی ہے جو تمام دنیا میں تبلیغی مشن قائم کر کے منظم طور پر تبلیغِ اسلام کا فریضہ ادا کر رہا ہے۔ میرے نزدیک اس ملک کے ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اخلاقی اور مالی لحاظ سے احمدیہ مشن کی پوری پوری تائید و حمایت کرے"۔

(۲) آنریبل کانڈے بولے وزیر تعمیرات سیرالیون نے اپنی تقریر میں اس زمانے کے مصلح اور امام حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ ماموریت پر ایمان لانے کی اہمیت پر زور دیا آپ نے سلسلۂ احمدیہ کے نڈر اور بیباک مجاہد اسلام الحاج نذیر احمد صاحب علی مرحوم کی تبلیغی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا جب انہوں نے فری ٹاؤن میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز کیا تھا تو اُن کی بہت مخالفت کی گئی تھی۔ لیکن اب حالات بدل چکے ہیں، اب قریباً تمام مسلمان لیڈر جماعت احمدیہ کے خیر خواہ ہیں اور اس کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آخر میں وزیر موصوف نے سامعین سے احمدیہ مشن کی دلی اخلاص کے ساتھ تائید و حمایت کرنے اور اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کرنے کی اپیل کی۔

(۳) الحاج جبریل سیسے سیکرٹری جنرل سیرالیون مسلم کانگریس نے اپنی تقریر میں فرمایا:-

"برادرانِ اسلام! اس امر کا اعتراف نہ کرنا انصاف کے منافی ہو گا کہ اس قسم کی کانفرنسوں کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ عقائد کے ایسے اختلافات جنہیں بالعموم صحیح علم نہ رکھنے والے مذہبی دیوانے ہوا دینے کے عادی ہوتے ہیں طے ہو جائیں گے بلکہ مختلف اسلامی جماعتیں بھی ان کانفرنسوں کی بدولت اتحاد کے ایک مضبوط اسلامی رشتہ میں منسلک ہو جائیں گی اور یہ رشتۂ اتحاد سیرالیون کے طول و عرض میں احمدیہ مشن کی تبلیغی مساعی کی ایک ہمیشہ قائم رہنے والی یادگار کا کام دے گا"۔

(۴) ایلڈرمین اے۔ایف۔رحمٰن میئر آف فری ٹاؤن نے جلسے میں حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کے ضمن میں اِس امر کا اعتراف کیا کہ احمدیہ مشن نے سیرالیون کے مسلمانوں کو شاہراہِ ترقی پہ گامزن کرنے میں بہت اہم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔انہوں نے کہا اِس مُلک میں مسلمانوں کو تعلیم سے بہرہ ور کرنا جماعت احمدیہ کے لئے ہی مقدر تھا اور اِس بناء پر احمدیہ مشن ہر تعریف و توصیف کا مستحق ہے۔آپ کی تقریر کے متن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔آپ نے فرمایا:۔

''آج کی تقریب میں شرکت میرے لئے انتہائی مسرت کا باعث ہے اور مَیں اِس امر پر اَور بھی زیادہ خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ اِس موقع پر آپ لوگوں سے خطاب کرنے کا اعزاز بھی میرے حصّہ میں آیا ہے۔

سیرالیون کا ملک اور اِس ملک کے باشندے اپنی قدامت پسندی اور راسخ الاعتقادی کے لئے بہت مشہور ہیں۔ہر قدیم چیز سے ہماری وابستگی بہت پختہ ہوتی ہے اسی لئے ہر نئی چیز کے بارے میں ہم بیگانگی پر مبنی بہت محتاط رویّہ اختیار کرنے کے عادی ہیں۔جہاں تک ہر نئی چیز کے بارے میں محتاط روش اختیار کرنے کا تعلق ہے مذہب کا دائرہ بھی اِس سے مستثنیٰ نہیں۔چنانچہ ہم سیرالیونی مسلمان ہمیشہ اِس بات کے عادی چلے آرہے ہیں کہ اگر قدیم صداقتوں کو جدید شکل میں پیش کیا جائے تو ہم انہیں آسانی اور خوشی کے ساتھ قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ہم بسا اوقات اِس حقیقت کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدرتوں کا نئے نئے رنگ میں اظہار کرتا رہتا ہے تاکہ دنیا گمراہ نہ ہونے پائے۔

یہی کچھ اُس وقت بھی ہوا جب ۱۹۲۱ء میں جماعت احمدیہ کا ایک مبلغ یکہ و تنہا یہاں ہمارے درمیان آیا۔لوگوں نے اُسے کُھلے دل سے یکدم قبول نہیں کیا۔وہ اپنی رواجی بیگانگی اور علیحدگی کی روش پر قائم رہتے ہوئے بہت محتاط رنگ میں اس کے ساتھ پیش آئے۔۱۹۲۱ء کا وہ ابتدائی دَور اسی طرح گزر گیا۔اس کے بعد حالات رفتہ رفتہ بدلتے اور پلٹا کھاتے رہے حتّٰی کہ آج جماعت احمدیہ کی رفاہی سرگرمیوں کے ثمرات ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ان رفاہی سرگرمیوں کا سلسلہ صوبجات اور فری ٹاؤن میں ہر جگہ اور ہر سمت پھیلا ہوا ہے۔

سچ بات یہ ہے کہ جماعت احمدیہ نے اسلام کے مفہوم اور اس کی غرض و غایت کو ایک نئے رنگ میں ہم پر آشکار کیا ہے۔اس نے عملاً ثابت کر دکھایا ہے کہ ایک سچے مسلمان کے لئے جہاں عربی زبان اور عربی علوم پر دسترس حاصل کرنا ضروری ہے وہاں اُس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ زمانۂ موجودہ کے جدید تقاضوں اور زندگی کی نئی ضرورتوں کو نظر انداز نہ کرے بلکہ انہیں پوری طرح ملحوظ رکھتے ہوئے نئے دَور اور اس کے نئے ماحول میں اپنے لئے ایک باعزت اور قابلِ فخر مقام پیدا کرے۔اس میں شک نہیں کہ قرآن مجید اور اس کی اصل روح کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ تمام مسلمان عربی زبان اور عربی لٹریچر پر عبور حاصل کریں۔اس طرح ہی ہم اپنے اسلاف کے اصل ورثہ سے فیضیاب و

بہرہ اندوز ہو سکتے ہیں اور دوسرے ملکوں میں رہنے والے مسلمانوں کے جذبات و احساسات اور اُن کی توقعات اور امنگوں میں ہمیں برابر کی شرکت حاصل ہو سکتی ہے اور بالخصوص دُنیائے عرب کے ساتھ تعلق و وابستگی اور ہم آہنگی اختیار کرنا ہمارے لئے آسان ہو سکتا ہے۔ بایں ہمہ یہ امر ہمیں فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے لئے علومِ جدیدہ سے بہرہ ور ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر ہم زمانۂ موجودہ کے تقاضوں کو پورا کرنا چاہتے ہیں اور زمانۂ جدید کی ایک مہذب اور ترقی یافتہ قوم کی حیثیت سے اقوامِ عالم میں باعزت مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم زندگی کے جدید اسلوب اور طریق سے بھی آگاہ ہوں۔ قدیم و جدید کا یہ امتزاج ہمیں بحیثیت قوم کے اپنے ملک کی ترقی میں اور بحیثیتِ مجموعی کُل دنیا کی خوشحالی میں ایک نمایاں کردار ادا کرنے کے قابل بنا دے گا۔

جماعتِ احمدیہ کے بارہ میں ہم میں سے ہر ایک کے ذاتی خیالات خواہ کچھ ہی ہوں بایں ہمہ اس میں کلام نہیں کہ ہم سب کو پورے خلوص اور احترام کے ساتھ جماعتِ احمدیہ کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ اُس نے اس مُلک میں ہم مسلمانوں کو وہ راہ بتائی ہے جو صحیح معنوں میں ترقی کی شاہراہ ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ملک میں آباد دوسری قوموں کے ساتھ ہماری مساویانہ حیثیت تسلیم کی جائے اور ہم اُن کے ہم پلّہ و ہم مرتبہ شمار ہوں تو ہمارے لئے ازبس ضروری ہے کہ ہم ترقی کی اُس شاہراہ پر گامزن ہوں جس کی نشاندہی جماعتِ احمدیہ نے کی ہے۔ کیا یہ ایک زندہ حقیقت نہیں ہے کہ اگرچہ سیرالیون میں اسلام ابتداء ہی سے دوسرے مذاہب کے دوش بدوش موجود چلا آ رہا ہے تاہم یہ جماعتِ احمدیہ کے لئے ہی مقدّر تھا کہ وہ نہ صرف عربی کی تعلیم کے لئے بلکہ دوسرے علوم کی تدریس و ترویج کے لئے بھی ملک بھر میں اسلامی مدارس قائم کرے۔ ملک میں جہاں اور جس طرف مرضی آئے چلے جاؤ خواہ دریائے سکارسیز (Scarcies) اور دریائے سیوا (Sewa) کے ساتھ ساتھ پھیلے ہوئے شہروں میں یا فری ٹاؤن اور مُلک کے دوسرے حصّوں میں تم ہر طرف اور ہر جگہ ایسے معیاری پرائمری سکول اور مدارس دیکھو گے جو براہِ راست جماعت احمدیہ کی مساعی اور دَوڑ دھوپ کے نتیجے میں قائم ہوئے ہیں۔ یہ سکول حُسنِ کارکردگی میں کسی لحاظ سے بھی اُن سکولوں سے کمتر درجے کے نہیں ہیں جنہیں مُلک میں مضبوط بنیادوں پر قائم اور باقاعدہ امداد یافتہ ادارے چلا رہے ہیں۔ پھر جماعتِ احمدیہ کے اس خصوصی امتیاز میں یہ امر اَور بھی زیادہ اور دیدہ یا اضافے کا موجب ہے کہ انہوں نے اب اپنی اِن تعلیمی مساعی کو اِس حد تک وسیع کر لیا ہے کہ سیرالیون میں ایک ایسے واحد سیکنڈری سکول کا قیام بھی ممکن ہو گیا ہے کہ جو براہِ راست مسلمانوں کے اپنے زیرِ انتظام ہو۔

اگر اِس بارے میں پہلے کوئی گنجلک موجود تھی کہ مسلمانوں کو کس قسم کی تعلیم حاصل کرنی چاہیئے تو جماعت احمدیہ نے اِس گنجلک کو دُور کر دیا ہے۔ اِن لوگوں نے تسلّی بخش طور پر ثابت کر دکھایا ہے کہ ایک انسان جتنا اچھا تعلیم یافتہ ہوگا

اتنا ہی اچھا وہ مسلمان بن سکتا ہے۔ چونکہ احمدی مبلغین اعلیٰ قسم کی تعلیم و تربیت سے آراستہ ہوتے ہیں اس لئے وہ زیادہ بہتر طریق پر اس حقیقت کو سمجھتے ہیں کہ مغربی تعلیم اسلام کی دشمن نہیں ہے۔ اُن کا نظریہ یہ ہے کہ اس تعلیم سے اس رنگ میں فائدہ اٹھانا چاہیئے کہ یہ ہمارے لئے اپنے مذہب کو زیادہ بہتر طور پر سمجھنے کا ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہو اور ساتھ ہی ہمیں ایسے اوصاف سے متّصف کر دے کہ ہم مساویانہ بنیاد پر دوسروں کے ہم پلّہ مقام اپنے لئے پیدا کر سکیں۔

بسا اوقات کہا جاتا ہے کہ قلم تلوار سے زیادہ طاقتور ہوتی ہے۔ یہ مقولہ بہت بڑی صداقت پر مبنی ہے۔ یہ حقیقت کہ احمدیوں نے اپنا پریس بھی قائم کر لیا ہے اور وہ مقامی طور پر یہاں کی سرکاری زبان انگریزی اور اسی طرح عربی میں اخبارات شائع کر سکتے ہیں اُن کی دُور بینی پر گواہ ہے اور وہ دُور بینی یہ ہے کہ یہ لوگ (قلم کی زبردست طاقت سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے) اس ملک میں اسلام کے مشن کو مستحکم بنانے اور اس کے حلقۂ اثر کو وسیع کرنے کے لئے پُر امن ذرائع سے اثر و نفوذ حاصل کرنے کے طریقوں پر عمل پیرا ہیں۔

ہم سب کو اس امر پر بھی جماعتِ احمدیہ سیرالیون کو مبارکباد دینی چاہیئے کہ اُس نے اس ملک میں مسلمانوں کے مفاد کی خاطر اور اہلِ سیرالیون کی عمومی خدمت کے پیشِ نظر ایک ممتاز مسلمان ڈاکٹر کو یہاں بلایا ہے اور اُس کی طبّی خدمات سے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے۔

مَیں نے اس وقت جماعت احمدیہ کے بہت سے کارنامے گنوائے ہیں جو اُس نے یہاں ہمارے درمیان سرانجام دیئے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اِن سب کارناموں کا ہم کیا اثر قبول کرتے ہیں اور ہماری طرف سے کیا ردِّ عمل ظاہر ہوتا ہے؟ یہ وہ سوال ہے جس کا ہم میں سے ہر ایک کو جواب دینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مَیں اِس سوال کو آپ کے سامنے پیش کر کے آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ احمدیوں نے یہاں ہمارے لوگوں کے درمیان جو بیداری پیدا کی ہے اُس کے واضح اور نمایاں آثار ظاہر ہونے شروع ہو جائیں گے"

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ میئر آف فری ٹاؤن ایلڈرمین اے۔ ایف۔ رحمٰن نے اپنی اِس تقریر میں جماعتِ احمدیہ کی طرف سے قائم ہونے والے جس پہلے سیکنڈری سکول کے اجراء کا ذکر کیا ہے اِس سکول کا سنگِ بنیاد جماعتِ احمدیہ سیرالیون کے بارھویں جلسۂ سالانہ کے دوران ہی سیرالیون کے نائب وزیرِ اعظم آنریبل ایم۔ ایس۔ مصطفےٰ نے ایک خاص تقریب کے موقع پر اپنے ہاتھ سے نصب کیا۔ علاوہ ازیں اسی موقع پر نوبیں پہلی احمدیہ مسلم ڈسپنسری کا افتتاح بھی عمل میں آیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک ٭

بچوں کا صفحہ

کبھی نہ ختم ہونے والی عید

(ایک احمدی نونہال کے قلم سے)

چند دن پہلے کی بات ہے کہ ایک روز ہم سب بچے گھر میں اس بات پہ خوش ہو رہے تھے کہ اب عید آرہی ہے۔ ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ عید کے دن ہم سب نہا دھو کر اچھے اچھے کپڑے پہنیں گے، دودھ سوّیاں کھائیں گے، پھر خوشی خوشی نماز پڑھنے جائیں گے۔ نماز ادا کرنے کے بعد خطبہ میں اللہ، رسولؐ، اور اسلام کی پیاری پیاری باتیں سنیں گے۔ گھر واپس آکر ابا جان ہمیں عیدی دیں گے۔ عیدی کی رقم سے ہم مزے مزے کی چیزیں خریدیں گے، خود بھی کھائیں گے اوروں کو بھی کھلائیں گے۔ اللہ میاں ہمیں ایسے خوشی کے دن بار بار دکھائیں۔

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اکرام میاں جھٹ بول اٹھے کہ عید کا دن اتنے جلدی کیوں ختم ہو جاتا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ عید کا دن تو ختم ہی نہ ہو لیکن وہ ہے کہ پلک جھپکنے میں گزر جاتا ہے۔ اس پر ہم سب ہنس پڑے۔ ہم نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اور دن تو بارہ بارہ گھنٹے کے ہوں اور عید کا دن اتنا لمبا ہو جایا کرے کہ ختم ہونے میں نہ آئے۔

ابا جان پاس ہی کرسی پر بیٹھے ہماری باتیں سن رہے تھے انہوں نے کہا ہاں بچو! ایک عید ایسی بھی ہے کہ جب وہ آئے گی تو کبھی ختم نہ ہوگی۔ اکرام میاں نے فوراً پوچھا ابا جان وہ عید کون سی ہے اور وہ کب آئے گی؟ ابا جان نے کہا بیٹا! وہ ہے اسلام کی فتح کی عید۔ اور وہ آئیگی اس روز جب اسلام ساری دنیا میں پھیل جائیگا یعنی ساری دنیا کے لوگ اسلام قبول کر کے مسلمان ہو جائیں گے۔ اکرام میاں بولے، ابا جان! پھر اس دن تو اتنی ساری عیدی ملنی چاہیئے کہ عید کی طرح وہ بھی ختم نہ ہو۔ اکرام کی یہ بات سن کر ہم بے اختیار ہنس پڑے اور بڑی مشکل سے اپنی ہنسی روکی۔

ابا جان نے مسکراتے ہوئے کہا ہاں بیٹا! اس دن اللہ میاں خود عیدی دیں گے اور دینگے بھی اتنی ساری جو کبھی ختم نہ ہوگی لیکن دینگے وہ انہی کو جو اس عید کو لانے کی کوشش کرینگے۔ دیکھو رمضان کے بعد ہر سال جو عید آتی ہے وہ تو خود بخود آجاتی ہے لیکن جس عید کا میں ذکر کر رہا ہوں وہ تب ہی آئے گی جب ہم سب مل کر اسے لانے کی کوشش کرینگے۔ وہ کوشش یہی ہے کہ ہم دین کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کریں اور ساری دنیا میں اسلام پھیلائیں۔ سو اگر تم نہ ختم ہونے والی عید دیکھنا چاہتے ہو تو ابھی سے عہد کرو کہ تم اپنی زندگی اسلام پھیلانے کے لئے وقف کرو گے۔

ابا جان کی یہ باتیں سنکر ہم بہت خوش ہوئے اور سب نے مل کر دعا کی کہ خدا ہمیں اس کی توفیق دے۔

مجالس انصار اللہ کے لئے ہدایات

برائے سنہ ۱۹۶۱ء

قیادت عمومی:- (۱) ماہنامہ "انصار اللہ" کی اشاعت کیلئے ہر ممکن کوشش کی جائے۔ ماہنامہ ہر احمدی گھرانے میں موجود ہونا چاہیئے۔

(۲) ہر ماہ کی ۱۵ تاریخ تک گزشتہ ماہ کی کارگزاری مرکز میں پہنچ جانی چاہیئے۔

(۳) مرکز کی طرف سے شائع شدہ لٹریچر یعنی "اقتباسات در ثمین فارسی" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی "الہامی دعائیں" اور حضور کی تصنیف لطیف "ایک غلطی کا ازالہ" کی اشاعت کی طرف پوری توجہ دی جائے۔

(۴) سالانہ اجتماع انصار اللہ میں نہ صرف نمائندگان شوریٰ تشریف لائیں بلکہ دیگر اراکین مجلس انصار اللہ بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس میں شرکت فرما کر اس کی برکات سے متمتع ہونے کی کوشش فرمائیں۔ زعماء / زعماء اعلیٰ اصحاب اجتماع میں شمولیت کے لئے احباب کو تحریک فرماتے رہیں۔

(۵) نومبر اور دسمبر سنہ ۱۹۶۱ء میں آئندہ تین سال کے لئے زعماء / زعماء اعلیٰ اور ناظمین اضلاع کا انتخاب کروا کے امیر / صدر مقامی کی وساطت سے صدر محترم سے منظوری حاصل کی جائے۔ نئے عہدیدار یکم جنوری سنہ ۱۹۶۲ء سے سنہ ۱۹۶۴ء تک کے لئے ہوں گے +

قیادت مال:- (قائد مال: مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب)

(۱) بجٹ فارم بعد تکمیل ازراہ کرم جلد واپس بھجوا دیئے جائیں۔

(۲) کوشش کی جائے کہ ہر رکن مجلس انصار اللہ سے باقاعدہ ہر ماہ چندہ جات انصار اللہ وصول کئے جائیں شرح درج ذیل ہے:-

چندہ مجلس - نصف پائی فی روپیہ یعنی ۱۰۰ روپے ماہانہ آمد پر ۲۷ نئے پیسے۔

چندہ اجتماع - بارہ آنے یعنی ۷۵ نئے پیسے فی رکن

چندہ اشاعت لٹریچر - ایک روپیہ سالانہ فی رکن

چندہ تعمیر دفتر - حسب توفیق

(نوٹ) حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے شوریٰ انصار اللہ سنہ ۱۹۶۰ء کی تجویز کے مطابق اس سال

کے لئے مندرجہ ذیل بجٹ منظور فرمایا ہے :-

چندہ مجلس	۱۰،۰۰۰
تعمیر دفتر	۵،۰۰۰
سالانہ اجتماع	۲،۰۰۰
اشاعتِ لٹریچر	۴،۰۰۰

میزان ۲۱،۰۰۰

قیادت اصلاح وارشاد :-

(قائد اصلاح وارشاد :- مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب)

(۱) ہر رکن مجلس کو تحریک کی جائے کہ سال میں کم ازکم ایک شخص کی اصلاح کرکے اسے حقیقی مسلمان بنائے۔

(۲) انصاراللہ کو قلمی جہاد اور مضمون نویسی کی طرف توجہ دلائی جاتی رہے +

(۳) صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فوٹو کی ایک ایک کاپی مرکز میں بھجوائی جائے اور ایک کاپی مقامی مجلس میں محفوظ رکھی جائے نیز مختصر طور پر ان کے حالات ان سے لکھوا کر مرکز میں بھجوائے جائیں۔

(۴) ہر رکن سال میں کم ازکم ایک ہفتہ اصلاح وارشاد کے لئے وقف کرے۔

(۵) مجالس انصاراللہ سرگودہا۔ لائلپور۔ لاہور۔ سیالکوٹ۔ شیخوپورہ۔ گجرات اور کراچی اپنے ارد گرد کی مجالس انصاراللہ کا سالانہ اجتماع منعقد کریں۔ دیگر مجالس کو بھی مرکز کی منظوری سے اس قسم کے اجتماع منعقد کرنے چاہئیں۔ ان میں مرکزی عہدیدار بھی انشاءاللہ شریک ہوتے رہیں گے۔

(۶) حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت مطبوعہ ص ۳۲ "راہِ ھدیٰ" کی تعمیل میں ہر مجلس مرکزی ہدایات کے مطابق ایک ہفتہ منائے (نوٹ :- راہ ہدیٰ کا ایک نسخہ مرکز سے طلب فرمائیے) +

(۷) انصاراللہ کو تحریک جدید کے چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی ترغیب دی جائے +

قیادتِ تربیت :-

(قائد تربیت :- مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس)

(۱) ہر رکن انصاراللہ کو نماز باجماعت ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے +

(۲) ظاہری شعائر اسلام کی پابندی کی تلقین کی جائے۔

(۳) تمباکو نوشی و تمباکو خوری سے اجتناب کی ترغیب دی جائے۔

(۴) اسلامی اخلاق بالخصوص راست گفتاری ۔ سچی شہادت اور مظلومیت کی حمایت پر زور دیا جائے اور لغو باتوں سے اجتناب کی تلقین کی جائے ۔

(۵) جماعت میں اطاعت کی روح کو ترقی دی جائے اور تخریبی اور ناجائز نکتہ چینی کے خلاف ماحول پیدا کیا جائے۔

قیادتِ تعلیم :-

(قائد تعلیم :- مکرم پروفیسر محمد ابراہیم صاحب ناصر)

(۱) تمام تعلیم یافتہ انصار کو پُر زور تحریک کی جائے کہ وہ دوران سال منعقدہ چار امتحانات میں ضرور شرکت فرمائیں نصاب حسب ذیل ہوگا۔

پہلی سہ ماہی ۔ (امتحان ۲ر اپریل ۱۹۶۱ء کو منعقد ہوگا) چوتھے پارے کے پہلے نصف کا ترجمہ

دوسری سہ ماہی ۔ (تاریخ کی تعیین بعد میں ہوگی) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "پیغام صلح"

تیسری سہ ماہی ۔ (تاریخ کی تعیین بعد میں ہوگی) (ا) قرآن کریم کے آخری پارہ کے تیسرے ربع کا ترجمہ
(ب) اس ربع میں سے کوئی سی چھ سورتیں حفظ (نوٹ) شق (ب) غیر تعلیم یافتہ انصار کیلئے بھی ہوگی۔

چوتھی سہ ماہی ۔ (تاریخ کی تعیین بعد میں ہوگی) کشتی نوح

(۲) ہر مجلس اپنے ممبران کا جائزہ لیگی اور مرکز میں رپورٹ کریگی کہ کتنے ممبران کو نماز باترجمہ نہیں آتی پھر چھ ماہ کے اندر انہیں نماز باترجمہ یاد کرانے کا اہتمام کرے گی اور مقامی طور پر امتحان لیکر مرکز میں رپورٹ بھجوائے گی۔

(۳) ناخواندہ انصار قاعدہ یسرنا القرآن پڑھیں گے جو انصار گذشتہ سال یہ قاعدہ پڑھ چکے ہوں وہ پہلا پارہ پڑھیں گے اور جو پہلا پارہ پڑھ چکے ہوں وہ دوسرا پارہ پڑھیں گے علیٰ ھذا القیاس

(۴) حسب فیصلہ شوریٰ ۱۹۶۰ء جہاں حکومت کی طرف سے تعلیم بالغان کے سلسلہ میں کوشش ہو رہی ہو وہاں انصار حکومت کے ساتھ اس کام میں ہر طرح تعاون کریں گے اور جہاں ایسا انتظام ابھی نہ ہو وہاں انصار اپنے طور پر تعلیم بالغاں کے مراکز کھولیں گے اور حکومت کے متعلقہ محکموں کا تعاون حاصل کریں گے۔ کوشش کی جائے گی کہ ناخواندہ انصار اور دوسرے اصحاب کو اردو لکھنا اور پڑھنا سکھا دیا جائے کہ کم از کم ہر شخص اپنے دستخط ضرور کر سکے ۔

(۵) انصار اللہ کو تحریک کی جائے کہ وہ تفسیر کبیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء کی کتب نیز احادیث نبوی کا باقاعدہ مطالعہ کریں ۔

(۶) سالانہ اجتماع انصار اللہ کے موقعہ پر نو سے چودہ سال تک کے بچوں کے دینی معلومات کے مقابلہ کا امتحان منعقد کیا جائے گا اس میں اول رہنے والے بچے کو ایک سال کی پوری فیس اور دوم آنیوالے کو

ایک سال کی نصف فیس بطور وظیفہ دی جائیگی۔ مقامی بچوں کو ابھی سے تحریک کی جائے کہ وہ اس مقابلہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہوں۔

قیادتِ خدمتِ خلق :-
(قائد خدمت خلق :- مکرم چوہدری شتاق احمد صاحب باجوہ)

(۱) ا- فیصلہ جات شوریٰ ۱۹۶۰ء کی تعمیل میں اس سال ایک ہزار انصار فسٹ ایڈ اور پچاس انصار کمپونڈری کا امتحان پاس کریں گے تا خدمتِ خلق کا یہ پہلو (بیماروں کی خدمت) تشنہ نہ رہے۔ مقامی مجالس میں اس کی بار بار تحریک کی جائے۔

(ب) نیز ربوہ۔ کراچی۔ لاہور۔ سیالکوٹ۔ کوئٹہ اور راولپنڈی میں سال میں دو مرتبہ فسٹ ایڈ ٹریننگ کلاس کھولی جائے جن میں انصار کو فسٹ ایڈ سکھا کر محکمانہ سندات دلائی جائیں۔ ان مقامات کے علاوہ کسی اور مقام پر بھی اگر ایسی تربیت کا انتظام ہو سکے تو اس کا اہتمام کیا جائے۔

(۲) بے کاروں کو روزگار دلانے کی طرف خاص توجہ دی جائے۔

(۳) اگر ہو سکے تو ڈسپنسریاں قائم کی جائیں اور سیلاب اور وبا کے ایام میں طبی امداد بہم پہنچائی جائے۔

(۴) نادار بھائیوں اور بہنوں کی حتی الوسع امداد کی جائے۔

(۵) جسم لباس اور گھر کی صفائی کے علاوہ ماحول کو صاف ستھرا رکھا جائے۔

(۶) مکھی اور مچھر کے انسداد کی تدابیر اختیار کی جائیں۔

(۷) بیماروں کی تیمارداری کی جائے۔

(۸) سایہ دار درخت لگائے جائیں۔ عام گذرگاہوں اور مناسب جگہوں پر حتی الوسع آب نوشی کا انتظام کیا جائے۔

قیادت ذہانت وصحت جسمانی :-
(قائد ذہانت وصحت جسمانی مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب)

(۱) صحت جسمانی کو قائم رکھنے کے لئے مجالس انصاراللہ کلب قائم کریں گی۔ ہلکی کھیلیں رائج کریں گی اور انصار کو روزانہ سیر کی ترغیب دیں گی۔

(۲) ہر مجلس سال میں کم از کم ایک پک نک کا اہتمام کرے گی۔

(۳) ہر مجلس اپنے ہاں سال میں کم از کم ایک دفعہ ورزشی مقابلوں کا اہتمام کرے گی۔

خاکسار :- (شیخ) محبوب عالم خالد ایم۔ اے

قائد عمومی مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ

وہ کام جس کے لئے خدا نے مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

,,وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہوگئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض مقال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے اور جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودہ لگا دوں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہو گا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہو گا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے ''

(لیکچر لاہور صفحہ ۳۴)

ٹائٹل نصرت آرٹ پریس گولبازار ربوہ میں چھپا